THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, January, 19, 2012
(77th Session)
Volume X No. 01
(Nos.01-03)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran……………………….
2. Questions and Answers..……………………………..
3. Leave of Absence…………….…………………….
4. Legislative business ………………………………….
5. Points of order……………….……………..………
6. Statement of Interior Minister on security measures for Parliament Lodges………………………………...

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X No.01 SP.VII(03)/2011 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 19, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty two minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا
اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿١٦٣﴾ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا
عَلَیْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ
لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿١٦٥﴾

(ترجمہ) کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں کہہ دو کیا اب میں اللہ کے سوا اور کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص کوئی گناہ کرے گا تو وہ اسی کے

ذمہ ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہارے رب کے ہاں ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے وہ تمہیں بتلا دے گا اس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تا کہ تمہیں اپنے دیے ہوئے حکموں میں آزمائے بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الانعام آیات ۱۶۲ تا ۱۶۵)

Questions and Answers

Mr. Chairman: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ We may now take up questions. Dr. Safdar Ali Abbasi Sahib.

Q. No. 31.

Mr. Chairman: Any supplementary?

بخاری صاحب، وزیر صاحب کہاں ہیں؟

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, right now, when I was coming to the House

انھوں نے مجھے ایک deferment کے لیے request بھجوائی تھی۔ میں نے کہا it is not being collected by me. اگر deferment ہے they should approach to the Senate Secretariat. I don't have any information.

There is no communication between the minister and me sir. I don't know what…

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب نے آپ سے بات نہیں کی؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: نہیں جناب۔

جناب چیئرمین: ان کے پانچ سوالات ہیں۔ آپ ذرا پتا کرائیے then we will take up these 5 questions.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ total disarray ہے Federal Cabinet میں کچھ پتہ نہیں لگتا ہے۔ کسی وقت پتہ چلتا ہے کہ وزیر قانون نہیں ہیں، پھر کہتے ہیں کہ وزیر قانون ہے۔ Sir, total disarray ہے Federal

Cabinet میں اس وقت ایسی بری صورت حال ہے کہ مجھے لگتا ہے، صرف وزیر اعظم صاحب کو نہیں، پوری کی پوری کابینہ کو لگتا ہے کہ کہیں کوئی notice issue ہو گیا ہے۔ اس طریقے سے معاملات کس طرح چلیں گے۔ مجھے یہ بالکل سمجھ نہیں آتی۔ مجھے بڑا دکھ بھی ہوتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، اس کا وزیر اعظم ہے، اتنی بڑی کابینہ ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آج فیصل صاحب کیوں نہیں آئے۔ ٹھیک ہے وہ نہیں آئے۔ کبھی ہوتا ہے کہ وزیر نہیں بھی آتے لیکن آج کابینہ میں یہ جو بالکل pathetic قسم کی صورت حال ہے، میں وہ آپ کی توسط سے point out کرنا چاہتا ہوں۔ میرے چھ بھائی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں نیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ نوید صاحب بھی ہیں۔ میں صرف disarray کو point out کرنا چاہتا ہوں جو اس وقت Federal Cabinet میں نظر آرہا ہے۔ بہت مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین: جی سید صاحب

Syed Naveed Qamar (Minister for Water and Power): Sir, it is true that it is the duty of every minister to be responsive. Early it was merely the National Assembly but now after the 18th amendment, it is also the Senate. I think to that extent the honourable senator who is just as senior, as I am and we are almost grown up together in politics. To that extent he is right and I think we will be taking up this matter with the Prime Minister. However, to say that there is complete disarray in Cabinet is not a fair comment on his part. The Cabinet is functional and so is the government. A person's absence or presence does not make the Cabinet disfunctional. As far as the issue of the Law Minister's being there or not there, I think for a short time there was some confusion. However, the Law Minister is very much there and functioning as the Law Minister and there is no change.

آگے۔۔۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! آپ ذرا پہلے Minister سید فیصل صالح حیات صاحب کا پتا کرائیں کہ وہ کہاں ہیں، کیا وہ کراچی، اسلام آباد، لاہور میں ہیں یا ملک سے باہر ہیں، کب گئے ہیں اور کب آئیں گے، detail دیں کیونکہ ان کے تین deferred questions ہیں۔ ہم نے یہ questions 4th November, 2011 کو deferred کئے تھے تو proprietary demand, he should be here, he is a Minister because he is a Member of the Parliament and let me know.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, I will inform the House.

Mr. Chairman: Please inform the House, keeping in view the fact that the questions are alive.

ظفر علی شاہ صاحب! آپ اسی مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں، جی بتائیں۔ I have already given the ruling, میں ان کو engage کر رہا ہوں، ان کو دیکھتے ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! آپ کی بڑی مہربانی، میں جناب کے notice میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔ شاید آج سے دو اجلاس پہلے کی بات ہے اور عجیب اتفاق ہے کہ یہی معزز ممبر ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب تھے۔ انہوں نے موجودہ حکومت کی Cabinet کو ایک TB Cabinet کہا، TB Cabinet کا مطلب یہ نہ سمجھیں کہ ان کو کوئی TB کی بیماری ہے، تتر بتر Cabinet اور آج بھی TB Cabinet, تتر بتر Cabinet کی تیسرے اجلاس میں بھی وہی صورت حال ہے۔ جناب نے جس طرح notice لیا ہے اور Leader of the House کو کہا ہے کہ ان کو مطلع کر دیا جائے، اگر یہ TB Cabinet اسی طرح چلتی رہی تو پھر معاملات حل نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ شاہ صاحب۔ جی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I have right now received a request from the Ministry of Housing, they have mentioned that the honourable Minister is abroad, he is not in the country.

Mr. Chairman: When he is coming back?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I will get this information.

Mr. Chairman: Make inquiries accordingly I will give the ruling.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, he is out of the country at the moment.

Mr. Chairman: When he is coming back that is also important. Yes.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں ان سے زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا، مجھے بتائیں کہ یہاں پر کوئی Housing Ministry کا بندہ بیٹھا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: اس کا بخاری صاحب کو علم نہیں ہوگا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: یہ کسی وزیر سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں، آج آپ ہمارے questions take up کریں۔ آپ کی ماشاء اللہ 56 لوگوں کی Cabinet ہے، آپ ان میں سے کسی کی duty نہیں لگا سکتے کہ آپ kindly ہمارے سوالات لے لیں۔

جناب چیئرمین: اٹھارھویں ترمیم کے بعد ان کی responsibility تھی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! اسی request میں ہے کہ initially it was requested to Khawaja Sheraz...

جناب چیئرمین: چلیں اس کو دیکھیں، question hour جا رہا ہے۔ مشہدی صاحب! question please, کریں we have already wasted 15 minutes on this.

(Question No.58)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I will like to ask the honourable Minister

کہ جب وہ بجلی ہی نہیں دے رہے، 18, 18 گھنٹے بجلی نہیں دے رہے، لوگ تنگ ہو گئے ہیں اور ہر bill پر surcharge پر surcharge لگائے جا رہے ہیں، for something that has not given to the consumer. آپ consumer کو کوئی چیز نہیں دے رہے اور آپ billing کے ساتھ inflated bills دے رہے ہیں اور اس کے ساتھ surcharge پر surcharge لگا رہے ہیں- میری یہ request تھی کہ کیا آپ consider کر رہے ہیں؟ آپ پاکستان کے عوام پر کچھ رحم کریں اور وہ surcharge waive off کر دیں، آپ کم از کم جب تک بجلی نہیں دیتے، continue بجلی کی supply نہیں دیتے تب تک تو دے دیں، کچھ تو رحم کریں؟ Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: شکریہ۔

Syed Naveed Qmmar: Thank you sir. Sir, emotionally perhaps we all may feel the same way. However, unfortunately, the surcharge is basically on the fuel that is used and any additional cost of that fuel is a pass through. Unfortunately,

جیسے آج کل ہے کہ hydle generation بھی کم ہوتی ہے اور gas بھی نہیں ہوتی تو ہمیں mostly thermal power plant furnace oil پر چلانا پڑتا ہے which increases the cost of production and unfortunately اس کو اور کم کریں گے تو

it is difficult to buy the fuel, it will become even more difficult.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں اپنے انتہائی محترم Minister for Water and Power سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ surcharge total units کی billing کا کتنے percent ہوتا ہے؟ ہمارا جو normal total units bill آتا ہے یا ہم جتنا total bill دیتے ہیں یا جو actual charge ہوتا ہے، surcharge اس کا کتنا percent ہے؟

جناب چیئرمین: جی، یہ percentage پوچھ رہے ہیں۔

Syed Naveed Qammar: Sir, as I explained in the various supplementaries also that this is not percentage, it depends on what actual cost of energy is based on; how much the fuel cost has changed and what is the next of the fuel that has been used at any given quantum of time, on which that additional surcharge comes on.

مثلاً جیسے کچھ DESCOS کو NEPRA نے fuel کی نئی cost کی basis پر energy charges دیئے ہیں تو surcharge will be zero, also it keeps on changing from month to month.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب! آپ کا شکریہ۔ میں صرف ان سیلاب زدہ علاقوں کے بارے میں عرض کروں گا جو تباہ ہو چکے ہیں۔ میں نے یہاں پر پہلے بھی درخواست کی تھی، اگر آپ ان متاثرین کے لیے کوئی خصوصی package دیں، ان کو کوئی رعایت دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بہتر اقدام ہو گا اور حکومت کی بھی نیک نامی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! میری بھی بالکل sympathy ہے کیونکہ پہلا سیلاب ان کے علاقے میں آیا ہے تو دوسرا سیلاب میرے علاقے میں بھی آیا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم جس قسم کا relief دیتے ہیں، وہ ایک ہی package سے جاتا ہے۔ ہم اگر Pakistan card یا وطن کارڈ کے ذریعے لوگوں کو cash grant دیتے ہیں، اگر ہم اتنی حد تک electricity میں subsidy دیں گے تو اتنے حد تک وہاں سے نکل آئے گا۔ As it is the entire burden right now is taking heavy toll on the fiscal situation itself. میرا خیال ہے کہ لوگوں کو directly وہ پیسے مل جائیں تو وہ بہتر ہو گا بجائے اس کے کہ ہم indirectly دیں۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ کا سوال ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میرے خیال میں ابھی system صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، system بالکل صحیح ہے، میں آپ کو بتاؤں، آپ جب اپنی request cancel کر رہے،ہیں اور آپ button دبا دیں گے تو cancel ہو جائے گی۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! میں cancel نہیں کر رہا تھا لیکن میں جس موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا، میں نے اس وقت button دبایا، مجھے اس وقت time نہیں ملا۔

جناب چیئرمین: آپ نے button صحیح طرح نہیں دبایا نہیں ہو گا۔ چلیں آپ بات کریں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! جیسے مشہدی صاحب نے کہا، میرا honourable Minister سے سوال ہے کہ آج کل جو load shedding ہو رہی ہے، ایک تو time table کے مطابق load shedding ہے، میں راولپنڈی میں رہتا ہوں، راولپنڈی میں کبھی شام کے پانچ بجے سے لے کر نو بجے تک بجلی چلی جاتی ہے، کبھی صبح نو بجے سے ایک بجے تک جاتی ہے تو یہ کیا طریقہ کار ہے؟ کسی کو تو پتا ہونا چاہئیے کہ اس time پر بجلی جاتی ہے اور اس time پر اپنا کام کرے لیکن جو غیر اعلانیہ load shedding ہے، اس سے آپ نے قوم کو عذاب میں مبتلا رکھا ہے، اس کو حل کرنے کا کوئی طریقہ کار ہے کہ نہیں یا ایسے ہی یہ قوم مرتی جائے گی؟

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی Minister صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! Honourable Member نے جو point اٹھایا ہے، واقعی غیر اعلانیہ load shedding ہو تو that causes even more difficulty for the consumers لیکن we are working on it انشاءاللہ over this week end, we will bring the power situation to point where there will not be any unscheduled load shedding

Mr. Chairman: Thank you, next question Mashhadi sahib.

(Question No.59)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I would like to ask honourable Minister that they are charging Rs.35 per T.V set on domestic consumers and they are charging Rs.60 per T.V set on commercial consumers irrespective of the fact that کوئی بے چارہ استعمال بھی کر رہا ہے یا on بھی کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ وہ دکانوں میں اپنی بکری کریں گے یا بیٹھ کر T.V دیکھیں گے، مگر یہ بجلی کے bill کے ساتھ charge کر رہے ہیں. which is absolutely extremely unfair میں نے request کی تھی اور میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا, more reason will prevail کیا تھوڑا سا انصاف بھی آئے گا، کم از کم یہ بجلی کے bills میں زبردستی نہ ڈالیں؟

Mr. Chairman: Thank you Mashhadi sahib, Yes, Minister sahib.

آگے-----------T03

T03–19JAN2012 FURQAN[ED.MUBASHIR] 4.50P.M. ER8

سید نوید قمر: جناب! پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ ہمارا charge نہیں ہے، we are only a collecting agency and in my personal opinion, we are also being burdened with this thing. ان کا جو specific سوال ہے کہ اگر کسی کے پاس ٹیلویژن سیٹ نہیں ہے تو وہ کیوں pay کرے، this is not mandatory to that extent, they have the choice, جیسے مسجدوں وغیرہ میں اور جگہوں پر waived ہے، اسی طرح سے اگر کوئی prove کرے کہ ہمارے پاس T.V. set نہیں ہے تو this also can be waived.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب چیئرمین! میں چار meters کا bill ادا کرتا ہوں، ایک مسجد شریف کا ہے، ایک مدرسے کا ہے اور دو ہمارے گھر میں ہیں۔ نہ مسجد میں ٹیلیویژن ہے، نہ مدرسے میں اور نہ ہی ہمارے گھروں میں ہے۔ مستقل طور پر چاروں پر ہم سے T.V. کا ٹیکس لیا جاتا ہے۔ میں تین مرتبہ مقامی انتظامیہ کو لکھ چکا ہوں کہ ہمارے پاس T.V. نہیں ہے مگر کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ یہاں پر لکھا گیا ہے کہ مساجد، رفاعی ادارے یا وہ گھر جن میں ٹیلیویژن نہیں، ان سے ٹیکس نہیں لیا جاتا، یہ جواب درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! میں honourable Minister صاحب سے گزارش کروں گا کہ جواب کی حد تک تو یہ درست ہے اور اگر اس کی implementation اس particular area میں نہیں ہو رہی تو I can make sure that it is to be implemented.

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں محترم منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ واپڈا اب مختلف DISCOS میں تقسیم میں ہو چکا ہے اور مختلف DISCOS کے اپنے قوانین ہیں۔ ان کے اپنے rules میں یہ ہے ہی نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے ادارے کے ٹیکس کو collect کریں۔ یہ بتائیں کہ PESCO, LESCO جتنے بھی ناچ گھر ہیں، وہ کیسے collect کرتے ہیں؟

دوسری بات یہ ہے جب ٹیلیویژن پر ٹیکس لگا تھا تو یہ PTV کا ٹیکس لگا تھا اور PTV service provide کرتا تھا۔ آپ اپنے گھر میں ٹیلیویژن رکھیں اور اسے استعمال نہ کریں تو آپ یہ ٹیکس نہیں دیں گے، اگر آپ PTV کی نشریات دیکھیں تو یہ ٹیکس PTV کو جاتا ہے۔ میرے گھر میں aerial نہیں ہے، میں کیبل سے facility حاصل کرتا ہوں اور کیبل والا مجھ سے تین چار سو روپے وصول کرتا ہے، جس میں وہ PTV سمیت اور بھی نشریات دکھاتا ہے۔ یہ ٹیکس کیبل والا pay کرے۔?Why should I pay مجھے تو سروس PTV نہیں دے رہا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! پہلی چیز تو یہ ہے کہ واپڈا کا یا PESCO یا Water and Power کے کسی ادارے کا یہ قانون نہیں ہے کہ جس کے تحت یہ ٹیکس collect کیا جا رہا ہے، یہ Government of Pakistan کو authority ہے کہ وہ کسی بھی ادارے کو اپنی collecting agency بنا سکتا ہے، یہ اس کے تحت ہو رہا ہے۔ جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ ہم خود اس charge سے پریشان ہیں، یہ تو ہمارے electricity bills کو اور زیادہ inflate کر دیتا ہے لیکن .we have no choice باقی یہ ہے کہ ٹیکس آپ پر لاگو نہیں ہوتا، یہ ٹیکس ہر ٹیلیویژن سیٹ پر لاگو ہوتا ہے.regarding of what channel they are watching

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ initially جب سے یہ ٹیکس لگا ہے، شاید یہ اس وقت T.V. کا ٹیکس نہیں دیتے ہوں گے۔ یہ PTV کی سروس کے لیے ہے اور یہ PTV کو جاتا ہے۔ اگر میں PTV سے سروس نہیں لے رہا ہوں اور کیبل سے لے رہا ہوں اور کیبل والا مجھ سے تین چار سو روپے ماہوار لے رہا ہے تو یہ ٹیکس کیبل والے کو pay کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: یہ کہتے ہیں ہم PTV پر نہیں لے رہے، T.V. set پر لے رہے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ٹیکس T.V. set پر نہیں ہے، یہ PTV کی سروس پر ٹیکس ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہمیں سرٹیفیکٹ ملتا تھا تو اس پر PTV لکھا ہوتا تھا۔ یہ PTV کی سروس کا ٹیکس ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! اس کو ذرا دیکھ لیجئے گا۔ جی حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: شکریہ جناب چیئرمین۔ حاجی عدیل صاحب نے اس بارے میں مفصل بات کی۔ افسوس یہ ہے کہ ہمارا ملک، ہمارے ادارے اجرتی قاتل بن چکے ہیں، کوئی امریکہ کے لیے جنگ لڑ رہا ہے اور کوئی PTV کے لیے پیسے وصول کر رہا ہے۔ بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سے اس ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، صوبہ سندھ میں بھی ہے اور ہمارے خیبر پختونخوا میں بھی coalition government ہے۔ میں منسٹر صاحب سے مودبانہ اپیل کروں گا کہ آپ یہ بتائیں کہ دیہاتوں میں لاکھوں گھروں میں کس گھر میں T.V ہے اور کہاں PTV سروس جاتی ہے۔ غریب لوگوں سے bill میں 60 روپے اجرتی قاتل بن کر، خون چوس کر وصول کیا جاتا ہے اور ان غریبوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ ہم سے PTV کا ٹیکس لیا جاتا ہے۔ اسے ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کافی سوالات ہو چکے ہیں اور کافی سوالات باقی ہیں ورنہ سارے leftover ہو جائیں گے۔ جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! پہلی تو گزارش یہ ہے کہ یہ 60 روپے نہیں 35 روپے ہے، 60 روپے commercial connection پر ہے۔ میں نے پہلے سوال کے جواب میں یہ بات کہی کہ اگر کوئی کہے کہ میرے پاس ٹیلیویژن نہیں ہے اور یہ مجھ سے نہ وصول کیا جائے تو یہ waive off بھی ہو سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 60. Syed Tahir Hussain Mashhadi.

Q. No. 60.

Mr. Chairman: Any supplementary. Yes, Tahir Mashhadi *sahib*.

Senator Col.(Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister, he has given a detailed reply, of *Kharif* 2009 up to 2011 *Rabi* and every where except for the last year when ample water was given to the province of Sindh, that is in *Rabi* 2010−2011 but from *Kharif* 2009 to 2010 why is it that Sindh was treated so shabbily, that we were never given our right from share of the water for the province of Sindh? Not only Sindh, the other smaller provinces also, all of them. If you look at the table that had been provided they utilized less than their share. If a share is given to a province, rest assure Mr. Minister, it will be consumed. You are yourself from an agriculture family. Water is the life line of Province of Sindh, specially our Rural areas. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Minister *sahib*.

Syed Naveed Qamar: Sir, obviously what the honourable member is saying is right to the extent that whatever water is given will be utilized but unfortunately, nature doesn't work that way. The last two years, I mean last year and also this current year because of heavy rainfalls and floods, there is surplus water and therefore, the entire indent given by any province is met. But prior to that there were years of water shortage. So, non of the provinces obviously got the total indent that they wanted. So, it is an issue of nature much more than water management.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صفدر علی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ خصوصاً خریف 2009 اور 2010 اور غالباً 2011 کی بھی صورتحال کوئی اتنی مختلف نہیں ہے۔ دونوں جگہ پر less utilization ہوئی ہے جیسا کہ مشہدی صاحب نے بھی کہا کہ

خصوصاً سندھ میں لیکن پنجاب میں بھی ہوئی۔ دونوں جگہ less utilization ہوئی، 2009 میں due to heavy rainfall and 2010 due to heavy flooding. دونوں صورتوں میں پانی کم ہوتا ہے تب بھی naturally ہم سندھ میں زیادہ suffer ہوتے ہیں اور جب پانی زیادہ ہوتا ہے تو پھر بھی ہماری utilization کم ہوتی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب کیا next steps اٹھائے جا رہے ہیں کہ اگر سال میں ہماری utilization ہوتی ہے تو ہم اس کو اگلے سال کے لیے carryover کریں۔ یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے کہ shortage میں تو ہمیں پانی نہ ملے لیکن جب heavy rainfall کی وجہ سے پانی زیادہ ہو تو پھر بھی ہمیں نہ ملے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: I think the honourable member has slightly misunderstood the answer.

ظاہر ہے کہ جب shortage ہوتی ہے تو تب تو پانی ہوتا ہی نہیں ہے کہ وہ distribute ہو سکے اور جب surplus ہوتا ہے اور specially جب rainfall سے آتا ہے تو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، just like this present season of *Rabi*, there was so much water available, in fact all of our fields were inundated. So, we did not have the capacity to get any more water from the river.

(آگے جاری T04)

T04−19JAN2012.............FANI\ED............5.00PM..............UR12

Syed Naveed Qamar (Continued) so they didn't have the capacity to get anymore water from the river. So, that is why there was less utilization from the river because we had enough water coming from the sky. As far as this issue of how can we utilize one year's water in the next year that is only possible if we can carryover dams which would store water in one season and we would be able to utilize it in the following season, which are very very large dams.

جناب چیئرمین: Thank you. جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! اگر 91 water accord کو دیکھا جائے تو اس کے مطابق ہمارا پانی کا حصہ کہیں زیادہ ہے اس سے جو ہمارا خرچ یہاں دکھایا گیا ہے۔ ہمارے حصے کے بقایا پانی کے بارے میں کیا محکمہ پانی و بجلی یا ارسا والے یہ سوچیں گے کہ جو ہمارے حصے کا پانی اور صوبے استعمال کر رہے ہیں تو اس کے بدلے میں ہمارے صوبے کو compensate کریں گے تاکہ ہمارے صوبے میں بھی کوئی ترقی ہو سکے۔ کیا ان کا ایسا کوئی پروگرام ہے یا نہیں ہے کیونکہ ہمارا پانی تو اس معاہدے کے مطابق کئی گنا زیادہ ہے جو ہم خرچ کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: That is correct as far as what the honourable member has said. However, first, effort is to start utilizing more water by building more canals and such storages within the Khyber Pakhtunkhwa Province which will allow more agricultural activity to take place over there. As far as this issue of compensation is concerned, since this was never a part of the 91 water accord. so, that is why this has never been really a piece of compensation. However, if any province wishes to bring this issue forward, I think, the Council of Common Interests would be the appropriate forum where this issue should be taken up.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر سومرو صاحب۔ آپ کا سوال ہے، نہیں ہے۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میرے معزز سینیٹر زاہد خان صاحب نے جو بات کی ہے میں اس ذرا آگے بڑھاتا ہوں 1991 کا جو پانی کا ایک معاہدہ ہوا تھا اس میں تمام صوبوں کے لیے دونوں موسموں اور سیلابی پانی کے استعمال کا حصہ دکھایا گیا تھا۔ بدقسمتی سے ہم 1.8 million Hectare feet ہم استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ یہ اٹھارہ لاکھ جو ہے یہ اٹھارہ لاکھ ایکڑ زمین کو سیراب کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کر لیجیئے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سوال یہ ہے کہ انہوں نے خود یہ لکھا ہے کہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان صوبہ بنیادی ڈھانچے کی کمی کی وجہ سے پانی میں کمی میں حصے سے مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں۔ یعنی ہمیں اپنا پورا حصہ نہیں ملتا خواہ ہم جتنا لیں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ کا سوال کیا ہے وہ پوچھیں۔مجھے آپ کی یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سوال یہ ہے کہ ہم اس کو کیسے استعمال کریں۔وزیراعظم صاحب نے پچھلے سال خیبر پختونخوا میں آکر یہ کہا تھا کہ چونکہ آپ کا پانی استعمال نہیں ہورہا تو ہم آپ کو چشمہ رائٹ بنک کینال لفٹ ون سکیم کے لئے جو باسٹھ ارب روپے کی تھی ہم وہ تعمیر کریں گے۔ ہم بڑے خوش ہوئے کہ وزیراعظم صاحب نے اعلان کیا۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! مجھے ابھی تک آپ کا سوال سمجھ میں نہیں آیا۔

I have not been able to understand what question you want to put. You are wasting time.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: پانی اس لیے استعمال نہیں ہورہا ہے کہ جیسے انہوں نے کہا کہ ہم اس کو استعمال نہیں کرسکے ہیں۔ ہمارے پاس ڈیم یا بند وغیرہ نہیں ہیں۔وزیراعظم صاحب نے کہا تھا کہ یہ وفاقی حکومت بنا کر دے گی تو پچھلے سال اس کے لیے چالیس کروڑ روپے رکھے گئے تھے وہ بھی نہیں دیئے۔ اس سال صرف دس کروڑ رکھے گئے ہیں۔ پچاس ارب روپے کا پراجیکٹ ہے۔ میں وزیر پانی و بجلی سے پوچھتا ہوں کہ اس پراجیکٹ کے لیے جو کہ آپ کے محکمے میں آتا ہے آپ ہمیں کب تک پیسے دیں گے۔ اور کب ہم اس کو بنائیں گے۔ میرا پانی ضائع ہورہا ہے اور آپ وقت کی بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں پہلے ہی آپ سے پوچھ رہا تھا۔ دیکھیں کتنا وقت ضائع ہوا ہے۔ جی پوچھیں۔ Time is important for the House. اتنے سوال باقی ہیں سب کے سب leftover ہوجائیں گے۔ جی شاہ صاحب۔

سید نوید قمر: میری گزارش یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ ہمیں اور زیادہ infrastructure create کرنے کی ضرورت ہے خیبر پختونخوا میں اور بلوچستان میں بھی تاکہ پانی کا استعمال صحیح طریقے سے یہاں ہوسکے۔ کچھ ایسے projects ہیں جو کہ اس وقت بھی بن رہے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو کہ pipeline میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری جو total capacity ہے ہمارے بجٹ میں اور PSDP میں ایک تو دو سال مسلسل floods آنے کی وجہ سے ان پر دباؤ پڑا مگر اس کے باوجود بھی ہم new infrastructure create کریں گے لیکن

اس میں سے کافی سارے projects صوبائی حکومتوں کے بھی ہیں جو Irrigation Departments نے کرنے ہیں اور اس کو بھی ہم pursue کریں گے کہ وہ تیزی سے کیے جائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر سومرو صاحب! Quickly question کیجئیے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں اس کے لیے نمبر ۱۔ گزارش کرتا ہوں کہ 1991 water accord کے مطابق ہمیں پانی نہیں ملتا۔ نمبر ۲۔ یہ مساویانہ تقسیم جس کو لکھا گیا ہے کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ یہ منصافانہ بھی ہے۔ نمبر ۳۔ یہ خود زمیندار ہیں۔

جناب چیئرمین: ایک سوال کریں تاکہ جواب بھی مل جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں اسی پر عرض کر رہا ہوں کہ یہ خود زمیندار ہیں۔ لاکھوں ایکڑ زمین سندھ کی بنجر ہو چکی ہے پانی نہ ہونے کی وجہ سے۔ کیا یہ سچ ہے، اگر یہ سچ ہے تو اس کے لیے وزیر صاحب کوئی ازالے کی صورت بیان فرمائیں گے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔

سید نوید قمر: جناب والا، گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ جن سالوں میں shortage ہوتی ہے تو ان سالوں میں shortage across the board share ہوتی ہے۔ جن سالوں میں surplus ہوتا ہے تو تب کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہوتا لیکن 1991 کا جو accord ہے اس کو پوری طرح سے implement کیا جا رہا ہے۔ بد قسمتی سے کچھ ایسے سال گزرے back to back جس میں یہ shortage رہی اور یہ درست فرماتے ہیں کہ جہاں یہ upper Sindh کو represent کرتے ہیں میرا تو شاید amongst the last districts on the Indus River System ان کو میں directly represent کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ تو رہتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جاوید علی شاہ صاحب۔.crisp question please جی۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! میں حاجی عدیل صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خیبر پختونخوا میں بھی flood irrigation ہوتی ہے مجھے سندھ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے وہاں بھی کھیتوں میں وافر مقدار میں پانی

موجود ہوتا ہے۔ ہم جب بھی کسی صوبے کی بات کرتے ہیں تو سندھ سے بھی ، خیبرپختونخوا سے بھی، ایم کیو ایم کی طرف سے بھی سرائیکیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے شاہ صاحب وہ پوچھیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: میں اسی بات کی طرف آرہا ہوں ذرا مجھے سن تو لیں۔ خیبرپختونخوا کے لوگ بھی سرائیکیوں کو ایک حقیقت مانتے ہوئے ہمارے ساتھ آواز بلند کرتے ہیں ۔ ہم مسلمان ہیں اور کلمہ پڑھنے کے بعد میں سمجھتا ہوں ذات پات اور قوموں کی تقسیم بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ یہاں دونوں صوبوں میں پانی وافر ہے مگر یہ کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہیں جب کہ سرائیکی علاقہ بنجر ہو رہا ہے اور وہ علاقہ جو پاکستان میں پیداوار کا ستر فیصد دیتا ہے وہ بنجر ہو رہا ہے۔ کیا اس پر یہ سوچنے کے لیے تیار ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قاری صاحب! آپ بھی سوال پوچھ لیں تا کہ سب کو club کرلیں تا کہ اس کے بعد ہم دوسرے سوال پر آجائیں۔ جی۔

سینیٹر قاری عبداللہ: شکریہ جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ یہاں پر جو بحث کسی بھی مسئلے پر ہوتی ہے۔ یہ ادیبانہ طریقے سے بیان کے ذریعے سے ہرات سے یہ سلسلہ شروع ہوا ، کتابیں بھی لکھی گئیں اور بجلی والے وزیر صاحب تو بڑے ادیب ہیں اور بڑے محبوبانہ انداز سے جواب دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب کو جو انہوں نے جواب دیا ہے۔ اصل میں یہ Bill کی عبارت ہے تو اس کو دیکھا جائے کہ اس Bill میں پورے پاکستان میں کروڑوں روپے لوگوں سے ناحق وصول کیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے وہ پوچھیں۔

سینیٹر قاری عبداللہ: میرا سوال یہ ہے کہ وزراء جتنے بھی ہیں وہ تحقیق سے جواب نہیں دیتے۔ تحقیق سے لہجہ مضبوط ہونا چاہیے اور مطلب یہ ہے کہ دلائل مضبوطی سے دیں اور لوگوں کو مطمئن کیا جائے ۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ راجہ صاحب آپ بھی آخری سوال پوچھ لیں تا کہ club کرکے جواب دیا جائے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: شاید یہ club نہ ہوسکے لیکن میں گزارش کرتا ہوں کہ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے جو پانی کے sources ہیں وہ بارش بھی ہے، گلیشئرز بھی ہیں اور ڈیمز وغیرہ بھی ہیں تو اس کے علاوہ بھی مقبوضہ کشمیر سے پانی کا حصہ جو پاکستان کو ملنا ہے اس کے بارے میں پچھلے دنوں بہت بڑا تنازعہ تھا اس کے لیے پاکستان کی طرف سے ایک صاحب کو مقرر کیا گیا کہ وہ انڈیا کے ساتھ negotiate کریں۔ اخبارات میں ہم نے یہ پڑھا ہے کہ وہ صاحب کچھ delay کرتے رہے یا کچھ اور سلسلہ کیا اور جب ان سے باز پرس ہونے لگی تو وہ پاکستان سے فرار ہو کر کینیڈا چلے گئے ہیں۔ وزیر صاحب فرمائیں گے کہ وہ کیا قصہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

آگے جاری------------------------------------- T05

T05−19Jan2012 ER5/Rafaqat/Ed:Mubashir 5:10 pm

سید نوید قمر (وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی): جناب چیئرمین! بات شروع ہوئی کالا باغ ڈیم سے، پھر جماعت علی شاہ کی بات ہوئی، اور اس کے بعد بجلی کے بلوں کا ذکر ہوا، مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کہاں سے start لوں۔ I will very quickly answer the questions. پہلے تو جو جاوید علی شاہ صاحب کا concern ہے،

the point is this that dam is a storage and wherever we can store the water, it will be useful for us. So it doesn't have to be a dam which is necessarily controversial. There are whole number of dams that we are building, starting from Bhasha which is the largest one, whole number of smaller ones also.

ہم بالکل پانی کی storage facilities create کر رہے ہیں تا کہ جو پانی ضائع ہوجاتا ہے، وہ استعمال ہو اور ہر صوبے کو اس کا فائدہ ہوگا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Haji *sahib*, you are a very senior parliamentarian, may I request you let us have some decorum in the House.

سید نوید قمر: جہاں تک بلوں کا سوال ہے، اس کا میں پہلے جواب دے چکا ہوں۔ جو جماعت علی شاہ صاحب کے بارے میں issue raise کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ there is an inquiry that is going on. ایک preliminary inquiry نے یہ ضرور ثابت کیا ہے کہ وہاں delays ہوئے ہیں۔ ہمیں Nimoo Bazgo Dam پر جو position لینی چاہیے تھی، وہ ہم نے in time نہیں لی لیکن as yet criminality has not been established. We will take the concerned people to task.

Mr. Chairman: Next question, Talha Mahmood *sahib*, anyone on his behalf? Tariq Azim *sahib*.

Question No.62

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Tariq Azim Khan: Sir, the question was that what action is being taken to reduce the expenditure. In reply, they have stated that the Government has taken every possible measure to reduce the expenditure. If you look at Annex−A, the employee related expenditure has gone up by 40%. We would like to know what the details of that expenditure are.

ایک particular چیز جو پچھلی مرتبہ بھی ان سے میں نے پوچھی تھی وہ یہ ہے کہ، there is a free supply of electricity to WAPDA employees, بھئی ان کی ضرورت ہے تو ان کو آپ پیسے دے دیجیے، the misuse rather abuse takes place and I am sure the Minister is aware of it کہ ان کو جو supply آپ کرتے ہیں وہ نہ صرف ان کے گھروں کو light کرتی ہے بلکہ آگے factories کو بھی چلی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا question آگیا ہے۔ ایک وقت میں ایک question آپ کرسکتے ہیں۔ آپ دو questions کر چکے ہیں۔

سینیٹر طارق عظیم خان: ایک بہت چھوٹا سا سوال ہے، literally one sentence ہے۔ Physical assets have gone up from 25 to 1509, now that comes under expenditure, can you please also explain that?

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تین members کے سوالات آپ اکیلے نے کر لیے ہیں۔

Syed Naveed Qamar: The first question relates to employees. As you are well aware that during the last three years, the employees have all got raises in their salaries, in the first year 50% and then subsequently also. The same number of employees would get a higher salary because the salaries themselves have gone up and so a 40% increase within this time period comes well within that scope.

On the second question which is a very important question, we have had a number of rounds of discussions with the unions because there is a lot of resistance in the unions against taking away this facility which has been there almost since WAPDA started supplying electricity. Now, the rates of electricity are at such level where it is becoming almost unaffordable for the system to pay for this. We are trying to find ways in which we will be able to minimize this. They have agreed to make this system much more transparent so that the theft and all that goes on from this is taken care of without taking away this facility. Again, till finally we don't come to a conclusion on these negotiations, we can't say how this will be dealt with.

Mr. Chairman: Next question, Badini *sahib*.

Question No.70

Mr. Chairman: Any supplementary? No. Thank you. Rehmatullah Kakar *sahib*.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ جناب۔ اس سیشن میں آج ہماری یہ پہلی باری ہے۔ نوید قمر صاحب نے انگریزی میں کچھ لکھا ہے، ہمیں تو سمجھ نہیں آتا، انگریزی بھی ان کی طرح خوبصورت ہے۔ یہ جو National Power Control اور علیحدہ

Distribution Control Centre کی بات ہوئی ہے، it's total completion period was three years, ایک سال اور دس مہینے گزر چکے ہیں، اس میں in short یہ بتایا جائے کہ in percentage کیا progress ہے، کیونکہ next expected date جو بتائی گئی ہے وہ somewhere in February 2012 بتائی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, without going into the percentage, *Insha-Allah*, this system should be completed by the 28th February, 2012.

اب دنوں کی بات ہے، مہینوں یا سالوں کی بات نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Next question, Mrs. Suriya Amiruddin *sahiba*, Kakar *sahib* on her behalf.

Question No. 71

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: بولان ڈیم کے متعلق سوال ہے، اس کا PC-I بنا 2007 میں اور somewhere نومبر 2007 میں FWO کو یہ award ہوا۔ آج 2012 ہے اور ابھی تک اس پر کام کا آغاز نہیں ہوا، fund allocate ہوا، releases ہوئیں، اس چکر میں file گھومتی رہی ہے کہ FWO سے bank guarantee لی جائے یا نہ لی جائے۔ Credibility اس کی یہ ہے کہ پانچ سال ہوگئے وہ اب تک اس کو شروع نہیں کر سکے اور assurance دلائی گئی ہے کہ وہ 2007 والے rate پر کام شروع کریں گے۔ کیا منسٹر صاحب اس House کو assure کر سکتے ہیں کہ واقعی 2007 والے rate پر یہ کام شروع کریں گے؟

سید نوید قمر: جناب! میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ میں خود حیران ہوگیا جب میں نے یہ دیکھا کہ ان کو تین سال لگے ایک خط لکھنے میں

to find either FWO is exempted from the taxes and the bank guarantee. This is not a Federal Government issue, therefore, we cannot even order an inquiry as to what caused this delay. Nevertheless, we will take it up with the Government concerned and also see if any delay took place on the part of the Planning Commission.

Mr. Chairman: Ishaq Dar *sahib*.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ وفاقی حکومت کی responsibility ہے، نوید قمر صاحب senior parliamentarian ہیں اور منسٹر رہ چکے ہیں، سب کو پتا ہے کہ ایسے تمام حکومتی ادارے بینک گارنٹی سے exempted ہوتے ہیں۔ Actually کسی کو kick back یا commission نہیں ملنی تھی۔ When out of the bidders, FWO got the job awarded in 2007, تین سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا، صرف it is a criminal negligence. codal formalities کے بعد یہ لکھا گیا کہ جی ہاں، exempt ہیں۔ With all due respect, I tend to disagree کہ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے کیونکہ Planning and Development نے ultimately confirm کیا اور ہم سب کو پتا ہے کہ وہ بحیثیت ایک حکومتی ادارے کے exempt ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ what action Minister *sahib* intends to take against those who wasted three years of this country. دوسری بات یہ ہے کہ ابھی بھی they are making foolish mistakes. ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ جو recommendations آپ کی pending ہیں----------

(جاری--------T06)

T6-19-01-2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf 5:20 P.M.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: (جاری-----T5) اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو recommendation pending ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی implementation and completion کو مارچ 2013 تک extend کر دیں۔ پانچ مہینے ہو گئے اور یہ اس پر ہی بیٹھے ہوئے ہیں یعنی guarantee کا معاملہ حل ہو گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی طے کر دیا ہے جبکہ ان کا خیال تھا کہ ہم کام نہیں کرتے، انہوں نے کہا کہ وہ اسی 2007 والی تاریخ پر کام کر دیں گے۔ اب issue کیا ہے آپ دیکھیں کہ اس project کا completion period تین سال ہے اور وہ ابھی March 2013 تک کی extension مانگ رہا ہے، which means about 15 months. So, what is the intention? مہربانی کر کے یہ چیز clear کر دیں اور اس میں جو بھی responsible ہو اس کے خلاف سخت action لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر (وزیر برائے پانی و بجلی): جناب چیئرمین! میں نے گزارش کی ہے۔ میرے دوست well aware ہیں۔This is a provincial project. So, action لینا، tenders دینا یا even query کرنا، یہ اُن کے ہاتھ میں ہے۔ اگر قومی اسمبلی میں کوئی ایسی غلطی کرے تو ہم کہتے ہیں کہ چلیں اس کو پتا نہیں ہے لیکن in a House like this which represents the federating units, you know what are our limitations when it comes to take action against employees of the provincial government. However, having said all of that I certainly do believe that there are some people who should be taken to task and that is exactly what I said. We will be writing to the appropriate government to take action.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! بلوچستان کے جو 20 dams which are funded by the federal government and due to the shortage of the funds وہ لوگ funds release نہیں کرتے اور وہاں سے project کو linger on کرتے ہیں۔ یہ 20 dams ہیں، total 200 dams were approved by the federal government but they are working only on 20 dams. جناب والا! آپ اس کو تھوڑا سا sort out کریں کہ یہ provincial government problem کے ساتھ ہے کیونکہ صوبائی حکومت میں بھی آپ ہیں اور یہاں وفاقی حکومت کے funds release کرنے والے ادارے بھی آپ کے ہیں۔ آپ اس بارے میں تھوڑا سے بتائیں گے؟

سید نوید قمر: جناب چیئرمین! جہاں تک funds release کرنے کی بات ہے تو ڈاکٹر صاحب درست کہتے ہیں لیکن یہاں issue یہ تھا کہ صرف ایک common knowledge کی بات ہے کہ پتا کرنا ہے کہ اس پر تین سال کیوں لگائے گئے؟ میں اس مسئلے پر بات کر رہا تھا۔

Mr. Chairman: Next Question No. 38 of Senator Moulana Gul Naseeb *Sahib.* On his behalf, yes Zahid *Sahib.*

Q. No. 38

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! اگر معزز وزیر صاحب project-II کو ذرا غور سے پڑھیں اور مجھے سمجھا دیں کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آٹھ انچ قطر کی پائپ لائن بچھا دی ہے اور دس انچ قطر پر کام ہو رہا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ local distribution کے لیے ہمارے پاس جو 100 million federal government سے آئے تھے، وہ ہم نے واپس کیے ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کیونکہ میرے پاس Prime Minister کی طرف سے release کیے گئے funds کا letter موجود ہے۔ اس پر پہلے 2010-11 100 million میں release ہوئے ہیں، پھر 2011-12 100 million میں release ہوئے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے کون سے پیسے surrender کیے ہیں کہ یہ ان کو اس وقت تک نہیں مل رہے کیونکہ وہاں پر ہمارا کام رکا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین (وزیر برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل): شکریہ جناب چیئرمین! دراصل ہوتا یہ ہے کہ funds آجاتے ہیں لیکن اس project میں کیونکہ main connection ہو نہیں سکتا تھا، ادھر ایک river crossing تھی جس پر ایک مرتبہ لائن ڈالی گئی تو وہ پانی میں بہہ گئی۔ اس کے بعد اس کو bore کر کے river کے نیچے سے لے جانے کی کوشش کی تو وہ کام بھی نہیں ہو سکا۔ اب وہاں پر ایک bridge بن رہا ہے، اس bridge کے ساتھ ساتھ لائن ڈالیں گے۔ Year end پر وہ funds federal government کو surrender کرنے پڑتے ہیں۔ وہاں جیسے ہی وہ bridge بن جائے گا تو لائن ڈال دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! ان کا سوال یہ تھا جو میں سمجھ سکا ہوں کہ project-II کے لیے 100 million پہلے آئے اور 100 million بعد میں آئے۔ اس میں سے آپ نے کون سے 100 million surrender کیے ہیں۔ زاہد صاحب! آپ کا یہی سوال تھا؟ آپ اسے ایک مرتبہ repeat کر لیں تاکہ وزیر صاحب کو سمجھ آجائے۔ وزیر صاحب! آپ ان کا سوال دوبارہ سن لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! وزیر صاحب جس bridge کی بات کر رہے ہیں، یہ project-I ہے، میں project-II کی بات کر رہا ہوں۔ آپ جو بات کر رہے ہیں بالکل ایسا ہی ہے کہ وہ لائن دریا میں بہہ گئی تھی۔ وہ project-I ہے، میں آپ سے project-II کے متعلق پوچھ رہا ہوں کیونکہ یہ میرا اپنا project ہے۔ جس کے لیے وزیراعظم نے 200 million release کیے تھے اور اس میں آپ

نے بھی 100 million ڈالر دیے تھے، ان 200 million میں سے آپ کو پچھلے سال 2010-11 میں 100 million release ہو گئے، پھر اس کے بعد آپ کو 100 million کا حکومت کا حصہ رہتا تھا وہ 2011-12 میں release ہوئے اور اس کا letter میرے پاس موجود ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کون سے پیسے surrender کیے ہیں کیونکہ آپ نے local distribution کرنی ہے۔ اس bridge کی بات نہیں ہو رہی جو پانی میں بہہ گیا ہے بلکہ project-II کی بات ہو رہی ہے اور اس بارے میں مجھے satisfy کریں کہ اس کی کیا position ہے؟

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ کا موقف آ گیا ہے۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب والا! اس کا بھی وہی جواب ہے کہ جب وہ پل بنے گا تو اس کے بعد local distribution ہو گی کیونکہ وہاں main line آجائے گی پھر آگے اس کی distribution ہو گی، اس لیے ان funds کو surrender کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا project-II بھی complete نہیں ہو سکتا؟

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جی بالکل. it has to pass on the bridge also

Mr. Chairman: Because of the bridge. O.K.

(interruption)

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! یہ غلط جواب دے رہے ہیں۔ یہ اپنے بندے بلائیں، وہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور وہ مجھے satisfy کریں پھر میں مانوں گا لیکن جناب والا! وقت آپ fix کریں کیونکہ وزراء تو ملتے ہی نہیں ہیں۔ ہم جب بھی فون کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے وزیر صاحب میٹنگ میں ہیں۔ آپ کو مہینوں کوئی وزیر نہیں ملے گا۔

جناب چیئرمین: مجھے یہ بتائیں کہ what do you exactly want?

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! یہ مجھے آج وقت دے دیں یا کل کا وقت دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ exactly کیا جواب چاہتے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب والا! وہ کہہ رہے ہیں کہ میں ان کو ساتھ بیٹھ کر سمجھاؤں۔ میں ان سے میٹنگ کر لیتا ہوں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! مجھے یہ وقت نہ دیں بلکہ مجھے چیئرمین صاحب کہیں گے کہ دو یا تین دن میں وزیر صاحب مجھے وقت دیں گے، میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! آپ ایسا کریں کہ پارلیمنٹ میں موجود اپنے چیمبر میں پیر کو آپ موجود ہوں گے تو زاہد صاحب آپ سے چیمبر میں ملاقات کر لیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب والا! ابھی نماز کے وقفے میں بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے ابھی نماز کے وقفے میں بیٹھ جائیں، ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جی ٹھیک ہے لیکن ان کے متعلقہ لوگ بھی تو وہاں ہونے چاہییں۔

جناب چیئرمین: آپ پھر کل یا Monday کو رکھ لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! پیر کا دن ٹھیک ہے کیونکہ پیر تک پوری تفصیلات آجائیں گی۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب! Monday کو ٹھیک رہے گا؟ Is it convenient to you for Monday?

Senator Dr. Asim Hussain: Sir, it's fine.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، پیر والا دن رکھ لیتے ہیں۔ وقت آپ خود sort out کر لیجیے گا۔ آپ وزیر صاحب پر اتنی بھی بے اعتباری نہ کریں after all you are a coalition partner. Next Question No. 39 of Tahir Mashhadi *Sahib.*

Q. No. 39

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, I would like to ask the honourable Minister that although his reply is satisfactory as far as the rich, the mighty and the well connected are concerned, they have money, they can pay it anytime. میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کے زیادہ تر لوگ غریب ہیں، آٹھ ہزار روپے سے سولہ ہزار روپے میں انہوں نے پورا مہینہ گزارنا ہوتا ہے، انہوں نے بچوں کو بھی کھلانا ہے۔ جناب والا! electricity bills, inflated bills, with all the surcharges ان کو مہینے کی آخری پچیس چھبیس تاریخوں کو ملتے ہیں جب ان کے پاس اپنے بچوں کو ایک وقت کی روٹی کھلانے کے لیے بھی پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ انہیں یہ bills آخری تاریخوں میں ملتے ہیں اور انہیں جمع کرانے کی تاریخ اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ جمع نہیں کرا سکتے اور پھر انہیں late جمع کرانے پر جرمانہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ وزیر صاحب! have you any organization which is monitoring this to ensure that justice is done to the poor, the meek and the humble rather than all the rules for the rich and for the mighty. Thank you.

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, to the extent that the honourable member ask the question is correct that they are all divided into batches because not all the bills can be sent into every house on the same day and that is why they are staggered. However, this issue of the bills being distributed on a day which is only one or two days from the date on which is supposed to be paid, I think that is reasonably and serious and I have already pointed out by the honourable member's question.

(Continue …….7)

T07−19Jan2012 Ashraf/Ed. Er.3 0530

Syed Naveed Qamar contd…

I have already been pointed out on the honourable member's question and I have given instructions; (a) that if a person receives a bill only one or two days prior to the last date

of payment, that payment surcharge should be waived off in that particular case and subsequently we are in the process of improving the whole system by bringing in smart billing systems and smart metering whereby we would not have to send people to the houses to read the meters but we will be able to read them from within the billing offices.

Mr. Chairman: Thank you, Dr. Safdar Abbasi, please.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! میں وزیر صاحب کی توجہ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کی طرف دلاؤں گا۔ وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ جس سے بھی میری ملاقات ہوتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ higher status کے لوگ ہوں جو کلفٹن یا ڈیفینس میں رہتے ہیں بلکہ آپ کسی بھی علاقے میں چلے جائیں تو وہاں پہلے تو average bill بھیج دیتے ہیں سو کا، دو سو کا، پانچ سو کا یا ہزار کا اور بعد میں ایسے علاقوں میں جہاں hardly ایک یا دو بتیاں جلتی ہیں، وہاں چھوٹے چھوٹے غریب لوگ ہیں جن کا کبھی ایک دم تیس ہزار کا بل آ جاتا ہے، کسی کا اڑتیس ہزار کا آجاتا ہے اور کسی کا چالیس ہزار کا آجاتا ہے۔ وہاں لوگوں کی کوئی شنوائی بھی نہیں ہے۔ وہاں لوگ بیچارے روتے پھر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: What is your question?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں وزیر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ جس کی وجہ سے government کی پوزیشن بہت زیادہ خراب ہو رہی ہے کہ پانچ سو کا بل آتے آتے ایک دم چالیس ہزار کا بل آجاتا ہے، پچاس ہزار کا بل آ جاتا ہے---

جناب چیئرمین: آپ نے بات کرلی اب سوال بھی کر لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ایسے حالات میں کوئی complaint authority ہے، لوگ کدھر جائیں؟ اس وقت لوگ کراچی کے اندر ناکوں ناک آئے ہوئے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you doctor Sahib, yes Minister Sahib.

سید نوید قمر: جہاں تک complaint authority کی بات ہے there is a complaint

authority which regulates it. NEPRA is an authority to which any complaint about the service of electricity of any company has to be sent

اور KESC بھی اس لحاظ سے ایک

service provider company ہے and all the complaints should go to NEPRA. If the honourable member wants, he can also write to the KESC and tell them to take care of it.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: Sir, مجھے آدھا منٹ دے دیں تو گزارش کروں گا، میں نے اس دن ایک مسئلہ اٹھایا تھا اسی KESC کے بارے میں۔ بات یہ ہے کہ مزدوروں کے ساتھ ان کا پچھلے ایک سال سے agreement ہوا ہوا ہے، نوید قمر اس کے گواہ ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ وزارت involve ہوئی ہے، گورنر صاحب involve ہوئے ہیں، federal ministers involve ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: پہلے اذان سن لیں۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی جواب دے دیں۔ دو منٹ رہ گئے ہیں question hour ختم ہونے میں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں یہ کہوں گا کہ ابھی جنوری میں ان کے ساتھ معاہدہ ہوا اور 26 جولائی کو پھر معاہدہ ہوا۔ Federal Minister for Labour involve ہوئے، Provincial Minister involve ہوئے، گورنر صاحب involve ہوئے اور گورنر صاحب کو ایم کیو ایم کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں بلکہ میں ان کو صدر پاکستان، آصف علی زرداری کے نمائندے کی حیثیت سے ان کو دیکھ رہا ہوں۔ وہاں پر 16 جنوری کو پھر ان کی ہڑتال ہوئی اور ان کو assure کیا گیا کہ 16 جنوری تک ہم آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب سوال کر لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: Kindly یہ بتا دیں کہ یہ مسئلہ حل کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے؟ وہ لوگ بے چارے رل رہے ہیں۔ پریس کلب کے سامنے ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی حاجی عدیل صاحب۔ نماز بھی پڑھنی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم وزیر صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ بعض بل آخر میں آتے ہیں لیکن ظلم یہ ہے کہ اگر ان کی payment ایک دن لیٹ ہو جائے تو پورے سال کا interest 15% دینا پڑتا ہے۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ اگر ایک دن لیٹ ہو تو ایک ماہ کا interest لے لیں۔ اب یہ ایک دن لیٹ ہونے پر ہم سے تین سو پینسٹھ دن کا interest لیتے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Minister Sahib, please answer

پھر نماز پڑھنی ہے۔

سید نوید قمر: جناب میں ان کے سوال کا بھی جواب دے دیتا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میری بات سنیں جناب۔

جناب چیئرمین: ان کو پتا ہے آپ کا سوال کیا ہے۔ بات ختم ہو گئی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: سنیں تو سہی۔

جناب چیئرمین: ان کو علم ہے آپ کا سوال کیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ایک سیکنڈ۔

جناب چیئرمین: اچھا ایک سیکنڈ لے لیں بس۔

Senator Mian Raza Rabbani: Honourable Minister is well aware of this KESC problem.

اور یہ بات چلی تھی کہ یہ KESC کو، اس کی management کو take over کر لیں کیونکہ

they are in total breach and the minister is aware of that. I would, therefore, request that they should seriously pursue this, look into this and they should take over the management of KESC.

جناب چیئرمین: جی .minister Sahib جلدی سے جواب دے دیجئے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: پہلے میرے سوال کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: جواب دے رہے ہیں۔ آپ بیٹھیں، جھگڑا کیوں کر رہے ہیں۔

سید نوید قمر: جہاں تک حاجی صاحب کے question کا تعلق ہے وہ تو simply یہ ہے کہ

there is no interest, that is late payment charge which is monthly charge based on the total percentage not an annual charge as Haji Sahib is saying.

جہاں تک KESC کا تعلق ہے

yes, there have been a lot of problems within KESC specially. As far as the labour is concerned, we have taken it up with NEPRA, we have taken it up with KESC also and we are trying to solve it and ultimately an appropriate action will have to be taken.

Mr. Chairman: The question hour is over. The remaining question and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read. The House is adjourned for "*Maghrib*" prayers for 15 minutes.

[The House was then adjourned for 15 minutes for" Maghrib" prayers]

T08−19Jan−2012 Er−11 Time 6.00 Mahboob Khan/Ed.Javaid.

(بعد از وقفہ نماز مغرب ایوان کی کارروائی جناب چیئرمین کی صدارت میں شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں پڑھ لیتے ہیں۔ سینیٹر عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۸ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۹ اور ۲۰ جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۸ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سید ساجد حسین زیدی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ ۱۷ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر گلشن سعید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۷ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب، پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب اور مسماۃ عافیہ ضیا صاحبہ موجود نہیں ہیں اس لیے ان کی تحاریک التوا کو Monday کو لے لیں گے۔ مولا بخش چانڈیو صاحب۔ کیا آج باقی ممبران نہیں آئے؟ Treasury benches سے بھی ایوان میں کوئی ممبران نہیں آئے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): They are in the lobby sir.

جناب والا! جو item no. 3 and 4 ہے---

جناب چیئرمین: اپوزیشن کے کچھ لوگ ذرا آجائیں تو یہ items لے لیتے ہیں کیونکہ یہ legislative business ہے۔ ڈاکٹر صاحب ذرا اپوزیشن کے ممبران کو دیکھیے گا کیونکہ legislative business start کر رہے ہیں، let them be present.

(اس اثنا میں اپوزیشن کے سینیٹر حضرات ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! آئیٹم نمبر ۳ اور ۴ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ ان کو لینا چاہتے ہیں یا defer کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب مجھے پیغام ملا تھا کہ مولا بخش چانڈیو صاحب، جوڈیشل کمیشن کی میٹنگ ہو رہی ہے وہ وہاں تشریف لے گئے ہیں--

Mr. Chairman: Right. Would you like to move it or you want to defer it? It is upto you.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari : Sir, I wanted that if the Opposition is taken on board....

جناب چیئرمین: حیدری صاحب تو آج آئے ہی نہیں ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Then, it may be deferred sir, for tomorrow.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، کل کے لیے defer کر دیتے ہیں۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! اخبارات میں ایک خبر آئی تھی جس میں قائد ایوان کے حوالے سے یہ کہا گیا کہ چانڈیو صاحب کے متعلق جب آپ نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ وزیر نہیں رہے، resign کر گئے ہیں اور وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ بعد میں انہوں نے Press میں کہا کہ میں نے resign نہیں کیا تو ہم ان کے مقدس الفاظ کا اعتبار کریں یا ایوان سے باہر کی بات کا اعتبار کریں۔

جناب چیئرمین: Law میں یہ ہے کہ جو last section ہوتا ہے، وہ پہلے والے section پر prevail کرتا ہے تو اس سے آپ خود ہی نتیجہ اخذ کر لیجیے۔ زاہد صاحب، on a point of order.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! آپ کی بہت مہربانی۔ میرا point of order آج صبح اسلام آباد کی جو صورت حال تھی اس کے متعلق ہے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کہیں کوئی attack ہو چکا ہے۔ ہیلی کاپٹرز پھر رہے ہیں، ساری roads block ہیں۔ میں بذات

خود ہوٹل سے یہاں پیدل آیا ہوں کیونکہ یہاں میری گیارہ بجے میٹنگ تھی۔ یہ سمجھ نہیں آتی کہ وزیر داخلہ کرنا کیا چاہتا ہے۔ جناب والا! اس کو بلایا جائے اور وضاحت کرے، ایک تو یہ ہے ایک ہیلی کاپٹر ایک گھنٹے کا پتا نہیں کتنا خرچ کر رہا ہے، اس کا کیا فائدہ تھا؟ کیا ہمارے ملک پر کوئی attack ہوا تھا؟ کیا کوئی terrorism attack ہونے والا تھا یا صرف وزیراعظم کو سپریم کورٹ جانا تھا۔ وزیراعظم صاحب تو روزانہ ادھر پارلیمنٹ ہاؤس میں آتے ہیں، سپریم کورٹ سے آگے ان کا دفتر ہے وہاں بھی جاتے ہیں تو ہم نے کبھی بھی ایسی صورت حال نہیں دیکھی جیسی کہ آج تھی۔ جناب والا! لوگ ہم سیاستانوں کو گالی دے رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں یہ سیاستدان [XXXXX][2] ہیں، یہاں تک میں نے سنا۔

جناب چیئرمین: یہ [XXXXX] کا لفظ حذف کر دیتے ہیں۔ It is expunged.

سینیٹر محمد زاہد خان: ٹھیک ہے۔ میں تو لوگوں کی بات کر رہا ہوں کہ وہ کہہ رہے تھے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج پورے شہر میں کیوں اتنی دہشت پھیلائی گئی تھی کہ کیا ہونے والا ہے؟ Honourable عدالت تھی، Honouran\ble وزیراعظم، Honourable عدالت جا رہا تھا۔ سیاسی قیادت جا رہی تھی۔ کوئی قیامت نہیں آتی، ہم تو روز عوام کے پاس جاتے ہیں، روز ہماری کچہریاں لگتی ہیں تو ایسا کیوں کیا گیا کہ اسلام آباد کی شہریوں کو جو تکلیف دی گئی ہے، جو لوگوں میں خوف و ہراس تھا، لوگ سمجھتے تھے کہ کیا ہوا ہے، کچھ لوگوں کو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ ہو کیا رہا ہے کیونکہ ہر بندہ تو ٹی وی نہیں دیکھتا، ہر بندہ یہ نہیں دیکھتا کہ وزیراعظم صاحب سپریم کورٹ میں جا رہے ہیں۔ آج کے اس واقعہ کے ذمہ دار وزیر داخلہ ہیں۔ وہ ہمیں آکر بتا دیں کہ انہوں نے کیا آرڈر کیا تھا؟ پورے اسلام آباد کو کیوں بلاک کیا تھا۔ ایک سادہ سی بات تھی کہ سیکرٹریٹ کے سامنے جو چیک پوسٹ ہے وہاں سے ہماری Honourable سپریم کورٹ سے آگے وزیراعظم سیکریٹریٹ ہے اگر وہاں تک یہ ٹکڑا بلاک کر دیتے تو کسی کو تکلیف نہ ہوتی۔ جناب والا! ہمارہ یہاں کا سارا عملہ آب پارہ مارکیٹ سے یہاں تک پیدل آیا ہے۔ سعودی پاک ٹاور سے میں نے کسی طرح گاڑی نکالی لیکن ادھر آگے میں نہیں آسکتا تھا تو آج جو خوف و ہراس اسلام آباد کے باسیوں کو ملا ہے بشمول Parliamentarians and journalists کسی کو بھی نہیں آنے دے رہے تھے۔ آپ مجھے بتائیں قوم کے ساتھ یہ ناانصافی کیوں ہوئی۔ رحمٰن ملک صاحب آکر یہ بھی بتا دیں ہیلی کاپٹر کو ہوا میں چلانے کا کیا مقصد تھا؟ کیا یہ ثابت کرنا تھا کہ ہمارے اوپر کسی نے حملہ کیا تھا؟ کیا یہ ثابت کرنا تھا یا پھر کسی کو pressurize کرنا تھا؟ کیا یہ ثابت کرنا تھا کہ اس ملک میں اتنا خوف و

---

[2] [XXXXX] Word expunged by order of Mr. Chairman.

ہراس ہے؟ اگر اس ملک میں اتنا خوف و ہراس ہو تو پھر عوام کیا کریں گے۔ عوام کی حفاظت تو حکومت ہی نے کرنی ہے اگر حکومت خود ایسی چیز کرتی ہے تو پھر کس سے شکوہ کریں؟ جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وزیر داخلہ صاحب یہاں اس ایوان میں آکر بتائیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اگر رحمٰن ملک خود ہے تو وہ resign کر دے۔ اگر رحمٰن ملک نہیں ہے اس نے آرڈر کیا ہے اور نیچے کچھ لوگ اس میں ملوث ہیں تو ان کو سزا دے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کے شہریوں کو جو تکلیف ہوئی ہے، اس کے ذمہ دار یہ لوگ ہیں یا انتظامیہ، پولیس کا سربراہ ہے یا رحمٰن ملک ہے۔ جناب والا! یہ نزلہ چھوٹے لوگوں پر ڈالتے ہیں۔۔۔

Sial/Javaid T09-19Jan2012 6.10

سینیٹر محمد زاہد خان: جاری۔۔۔ جناب! یہ ہمیشہ نزلہ چھوٹے لوگوں پر ڈالتے ہیں اور کسی ASI or Inspector کو مورد الزام ٹھہرا کر اسے معطل کر دیتے ہیں۔ جناب! رحمٰن ملک کو بلا کر اس کے متعلق پوچھا جائے۔ یہ کوئی میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے، یہ اس پورے ہاؤس کا مسئلہ ہے اور اسلام آباد اور پنڈی کے باسیوں کا مسئلہ ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: جناب چیئرمین! میں مختصر بات کروں گا کہ بلوچستان میں اس وقت Highways پر by road سفر کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ با اثر افراد passengers کو بسوں اور ٹرکوں سے اتار کر اغوا کر لیتے ہیں اور اس طرح اغوا برائے تاوان کا ایک منظم کاروبار شروع کیا گیا ہے اور اس کے خلاف کوئی سننے والا نہیں ہے۔ جن لوگوں کے پاس لوگ فریاد لے کر جاتے ہیں ان کو انہی سے خطرہ ہے۔ ہماری community کے کافی لوگ تلاش روزگار کے لیے کراچی جاتے ہیں اور وہاں آباد بھی ہیں، وہ اپنے آبائی گھروں سے وہاں جاتے ہیں لیکن اب ان کا اس راستے سے کراچی جانا مشکل ہو گیا ہے۔ کوئٹہ سے جیکب آباد کے راستے کی بھی same situation ہے۔ تاہم ہمارے پاس کوئٹہ، ژوب، مغل کوٹ یہ ڈی آئی خان والا راستہ ہے یا کوئٹہ ژوب، میر علی خیل جو وانا تک جاتا ہے وہ راستہ ہے۔ اس روڈ کا ٹھیکہ Turkish and Local Company کو award ہوا ہے جو ایک خوبصورت طریقے سے اس کام کو آگے چلا رہے ہیں۔ جناب عبدالرحیم مندوخیل کا تعلق بھی اسی ژوب کے area سے ہے اور ان کا گھر بھی اس ہائی وے پر ہے۔

جناب والا! اب ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر ہونے والے کام کو expedite کیا جائے۔ بظاہر NHA کے لوگ اس کو monitor کر رہے ہوں گے اور international level کا کام بھی اس پر ہو رہا ہے لیکن جلد از جلد اس کی تکمیل ہونی چاہیے اور جو

remaining portion ژوب ، مغل کوٹ یا ژوب ، میر علی خیل تک کے roads ہیں ان کو جلد complete کیا جائے۔ Defence point of view سے بھی یہ belt افغانستان سے ملتی ہے۔ ملک کے اندر مختلف زاویوں سے حالات خراب ہو رہے ہیں اور افغانستان سے ہونے والی penetration کو روکنے کے لیے بھی ان راستوں کو کھولا جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ذریعے Communication Ministry کو جس کے under Highways آتے ہیں یہ message ضرور جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین شکریہ۔ میں ایک آپ سے سفارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو پچاس retire ہونے والے معزز ممبران ہیں ان کو غیر ملکی وفود میں جانے کے لیے priority دی جائے۔

جناب! زاہد صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کیوں کہ آج سینیٹ میں ہماری meeting تھی بڑی مشکل سے ہم وہ کر پائے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک رواج ہے کہ مکھی یا مچھر کو مارنے کے لیے ایک کلاشنکوف لائی جاتی ہے حالانکہ اس کے لیے مکھی مار ہوتا ہے آپ اس سے انہیں ماریں۔ اب پورے اسلام آباد کو سیل کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ آج ہمارے بچوں کے بچے بھی سکول نہیں جا سکے اور سکول بھی بند ہوئے ، اس لیے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ اتنی زیادہ بندش نہیں ہونی چاہیے۔

جناب والا! میں جس point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آج صبح اخبارات میں آیا ، آپ نے بھی پڑھا ہو گا کہ وہ چاہتے ہیں کہ بہت سی چیزوں کا فیصلہ آپ خود عدالتوں سے باہر کریں لیکن جب آپ لوگ نہیں کرتے تو پھر وہ چیزیں عدالت میں آجاتی ہیں اور انہیں مجبوراً فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ میں گیلانی صاحب کے case کی طرف refer کر رہا ہوں وہ کہتے ہیں کہ ہماری سیاسی پارٹیوں میں جمہوریت ہے۔ ہم جمہوریت کے دعویدار ہیں۔ ہم جمہوریت کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن کیا ہماری سیاسی جماعتوں میں جمہوریت ہے ؟ یہاں مختلف جماعتوں کے Leaders تشریف فرما ہیں ، اس پر ہمیں یقیناً سوچنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے جیسے کہ ہم جمہوریت کے دعویدار ہیں۔ ہمیں اپنی سیاسی جماعتوں میں بھی جمہوریت کو پروان چڑھانا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے point of order پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ حاجی رحمت اللہ کاکڑ نے جو بات اٹھائی کہ ہمارے علاقے میں کسی road پر سفر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ امن و امان کا مسئلہ ہے اور وہاں کی بری حالت ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جو کام اس ضمن میں وہاں ہو رہا ہے اسے جلدی سے کروائے۔ مثلاً کوئٹہ سے ژوب، ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان اور اسی طرح لورالائی سے ڈیرہ غازی خان یہ مختلف roads ہیں جن پر کام ہو رہا ہے انہیں جلد complete کیا جائے۔ میں حاجی صاحب کے اس point کی تائید کرتا ہوں۔

میں اس کی Standing Committee میں تھا اور میں نے ان roads کا visit کیا تھا۔ جناب! میں نے کمیٹی میں بھی یہ کہا تھا کہ وہاں بڑے systematic طریقے سے کام ہو رہا ہے اور ہمیں وہاں پر کام کرنے والوں کو appreciate کرنا چاہیے۔ میری گزارش ہے کہ ان roads کو مکمل کیا جائے اور اس پر جو خرچ آتا ہے وہ دل کھول کر کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ کام پیسے نہ ہونے کی وجہ سے بند ہو جائے اور labour بھی disperse ہو جائے۔

جناب! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں تو امن نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جب لوگ کوئٹہ میں مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کے پاس ایک slogan بھی ہے کہ 'ڈاکو پولیس راج مردہ باد'۔ جناب والا! وہاں اتنی زیادتی ہو رہی ہے کہ تجارت ہے، نہ کاروبار ہیں، نہ امن ہے، نہ transportation ہے۔ ایسا حال ہے کہ جب انہیں اندازہ ہو جائے کہ گاڑی میں گزارے کا آدمی بیٹھا ہوا ہے تو اس کو اغوا کر لیا جاتا ہے اور پھر اس سے تاوان لیا جاتا ہے۔ وہاں کا امن و امان کا مسئلہ بہت serious ہو چکا ہے۔ ہماری پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کی رہنمائی میں مسلسل امن و امان کے لیے اور ڈاکوؤں کے راج کے خلاف مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس میں عوام کی مدد چاہیے اور عوام مدد کرے تو پھر اس سلسلے میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ میڈیا ہمارے وہاں کے حالات کو اجاگر نہیں کر رہا۔ میں اس سلسلے میں ضرور کہوں گا کہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے۔ ہمارے لوگ یہ برملا کہتے ہیں کہ وزیروں کے گھروں اور دفتروں میں اس قسم کی ساری سودے بازی ہوتی ہے۔ جناب والا! یہ صورتحال ہے۔ جناب! اس کا نوٹس لیا جائے۔ یہ ذمہ داری وزیر داخلہ کے علاوہ نشر و اطلاعات کے محکمہ کی بھی بنتی ہے کہ وہ وہاں کے اصل حقائق کو اجاگر کرے اور گورنمنٹ وہاں کے لوگوں کی support کرے۔ بڑی مہربانی جناب چیئرمین۔

آگے 10 ڈی۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ مندوخیل صاحب نے جو بات کی ہے یہ بہت اہم ہے۔ آپ kindly یا تو Standing Committee for Interior کو وہاں بھیج دیں تاکہ حالات کا جائزہ لے لیں جو بلوچستان کے سینیٹروں کا observation ہے۔ چونکہ بات یہ ہے کہ لوگ کہنے سے ڈرتے ہیں۔ وہاں تو ہم لوگ ہر جگہ پر کہتے ہیں کہ چور فلاں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم ان کے سامنے نہیں کہتے۔ Sir, kindly یا تو Standing Committee کو وہاں بھیج دیں تاکہ لوگوں کو تھوڑا سا relief مل جائے اور ان points of order کو جو دونوں سینیٹر صاحبان نے raise کیا ہے اس کو آپ تھوڑا سا خود بھی handle کریں۔ اگر ہم کہیں کہ Law and Order provincial subject ہے-----

جناب چیئرمین: بادینی صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب۔ ہمارے معزز ممبر صاحبان نے جو بات کی ہے میں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ آج تک جتنے آدمی مرے ہیں یا اغواء ہوئے ہیں۔ ابھی وزیر داخلہ صاحب تو نہیں ہیں۔ کوئی ایک دفعہ آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ ہم نے کسی کو پکڑا ہے یا سزا دی ہے۔ سو ڈیڑھ سو آدمی پکڑتے ہیں اور ان کو اندر کرتے ہیں۔ اخباروں میں آتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شاید وہاں پر اخبارات پر پابندی لگی ہوئی ہے کہ اسلام آباد تک خبر نہیں پہنچتی۔ کسی کو کوئی پتا نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ اس وقت بلوچستان بالکل کٹا ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کوئی معزز آدمی ہو یا غریب ہو بسوں سے اتار اتار کر بیس بیس آدمیوں کو مارتے ہیں۔ اس کا کوئی result نہیں نکلتا ہے۔ شاید آپ سب لوگوں کو پتا ہے۔ سنا ہے بلوچستان کے لئے کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب اس کے head ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: اس کمیٹی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلوچستان کا کوئی آدمی آپ اس میں ڈال دیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب ہیں یا مندوخیل صاحب ہیں۔ اس کمیٹی کو کوئٹہ لے جائیں اور دکھائیں ان کو کہ ادھر یہ ہو رہا ہے۔ ابھی جا کر گورنر ہاؤس میں بیٹھ کر میٹنگ کر کے آئیں گے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ویسے خرچے ہوں گے۔

آپ مہربانی کر کے اس کو معلوم کریں کہ اخبارات کس نے بند کئے ہیں اور کیوں بند کئے ہیں؟ یہاں پر کوئی خبر نہیں آتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! جو issue raise کیا گیا ہے it is a matter of great concern for law and order situation. جیسا کہ ڈاکٹر مالک نے کہا کہ Law and order is a provincial subject, no doubt about that لیکن جناب! اب تشویش ہے وہاں کے نمائندہ گان کو اس صورتحال پر تقاضا تو یہ ہے کہ بجائے نئی کمیٹی constitute کرنے کے already ایک کمیٹی موجود ہے۔ یہ matter اس کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور پھر with the direction that report should be taken from them.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب! آپ اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ تو پھر یہ مسئلہ اس کمیٹی کو refer کر دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! آپ اگر اس کمیٹی کو کہہ دیں گے یا ہاؤس کے حوالے سے تو اس کی زیادہ importance ہو گی۔ مجھے تو requisition دینا پڑے گا۔ اگر ہاؤس کا sense بنتا ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، پھر ایسا کرتے ہیں۔ This matter is referred to the Special Committee and the Committee should take up this matter next week. O.K. بخاری صاحب! زاہد صاحب نے جو point اٹھایا ہے اس کے بارے میں ذرا بتا دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ اس پر اگر زاہد صاحب ایک Call Attention Notice ڈال دیں۔

Mr. Chairman: Minister of Interior will come and explain.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: He would come to the House and explain it according to the procedure.

جناب چیئرمین: کل صبح آپ Call Attention Notice دے دیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: کل پھر اس پر آپ بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں، procedure کے تحت۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آج دے دوں گا۔ صبح پھر آپ اس پر بحث کیجیے گا۔

جناب چیئرمین: صبح آپ میرے پاس آجائیے۔ مشہدی صاحب! آپ کا point of order ہے۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین! جب یہ سیشن شروع ہوا تھا تو میں نے گیس اور بجلی کا معاملہ point of order پر اٹھایا تھا۔ بجلی اور گیس کی بندش کی وجہ سے Mills بند ہو رہی ہیں اور جو تکلیف پاکستان کی عوام کو اس وقت ہے وہ پورے پاکستان کو پتا ہے سوائے ہماری حکومت کے جو کہ کوئی توجہ اس کی طرف نہیں دے رہی ہے۔ مگر آج جو میرا point of order ہے۔ یہ جو adding insult to injury والی بات ہوتی ہے کہ پہلے عوام کو زخمی کیا تو اب اس کی بے عزتی کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ یہ جو inflated Bill دونوں کے بجلی اور گیس کے آ رہے ہیں۔ اس میں ایک جگہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے اس کو یہ کہتے ہیں کہ Fuel Adjustment Charges. یہ Fuel Adjustment Charges کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ جب بجلی بنتی ہے ان سب چیزوں کی consideration ہوتی ہے کہ بجلی بننے کی فی یونٹ کیا cost آتی ہے اور اس کے Rules and Regulations ہیں، regulatory body وہ قیمت مقرر کرتی ہے جو کہ عوام کو دینی ہوتی ہے کہ کمرشل کی، domestic کی اور انڈسٹریل کی اتنی قیمت ہے۔ یہ جو additional charges لگائے جا رہے ہیں یہ بالکل ایک ظلم ہے پاکستانی عوام کے اوپر۔ ایک تو انہیں بجلی اور گیس نہیں مل رہی ہے۔ دوسرا Bills کے اوپر یہ آ رہا ہے۔ اس کے بعد TV کے charges بھی اسی Electricity Bill میں لگا دیے ہیں۔ اس کے بعد Bills آخری دنوں میں آتے ہیں، کسی میں ایک دن کا وقفہ ہوتا ہے اور کسی میں دو دن کا وقفہ ہوتا ہے۔ وہ Bills اگر بروقت جمع نہ کروائے جائیں تو ان پر پھر late fee charges ایسے ہر طرح سے عوام کو لوٹا جا رہا ہے اور facilities کی حکومت وصولی کر رہی ہے، وہ بالکل صحیح طرح provide نہیں کر رہی ہے۔ بجلی اور گیس کے

Government will ensure continuous supply. If continued supply is not given to میں کہ Rules the people, is not supplied to the factories, is not supplied to the industry, then they can not charge if even normal bill is taken from them. مگر یہ حالت ہے تو حکومت کی توجہ میں اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت یہ Bills ذرا ٹھیک کریں کہ عوام دے سکیں یہ نہ ہو کہ جیسے بجلی اور گیس کے لئے سڑکوں پر ہیں Bills بھی لے کر وہ سڑکوں پر آجائیں۔ یہ نہ ہو کہ کوئی civil disobedience moment پاکستان میں شروع ہو جائے۔ Confusion تو پہلے سے ہی ہے complete destruction نہ ہو جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، عبدالرازق صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب۔ میں دو گزارشات کروں گا۔ ایک تو Ex. Parliamentarians کے لئے اس سال financial year میں جو privileges announce کئے گئے تھے اس میں میڈیکل کی تو confirmation آ گئی ہے اور اس کی notification ہوئی ہے لیکن آفیشل پاسپورٹ اور ائرپورٹ انٹری کے کارڈز کے بارے میں ابھی تک confirmation نہیں ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ ملک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو شاید اس سلسلے میں ذرا وضاحت کریں گے۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش ہے کہ پمز ہاسپیٹل اسلام آباد کی حالت بہت خراب ہے۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ اب تو حالت یہ ہے کہ اغواء برائے تاوان کے ملزمان کو VIP Wards میں رکھا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں ایک حادثہ بھی ہوا تھا جس میں فائرنگ بھی ہوئی تھی اور اس میں دو بے گناہ خواتین فوت ہوئی ہیں۔ آج کل تو حالت یہ ہے کہ ڈاکٹرز ہڑتال پر ہیں، مریض پریشان ہیں اور ان کو بڑی مشکل سے ایمرجنسی کوریج مل رہی ہے۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ ہیلتھ کے حوالے سے بہت سارے گھمبیر مسائل ہیں، ان کو حل کرنا ضروری ہے ورنہ ہسپتالوں کی جو حالت بن گئی ہے وہ دن بدن خراب تر ہو رہی ہے اور خاص طور پر پمز ہاسپیٹل کے بارے میں Leader of the House کو بھی میں request کروں گا کہ یہ ان کا حلقہ ہے۔ اس پر serious action لے کر ایک کمیٹی بنانی چاہیے جو اس کی اس حالت زار کو دیکھ لیں اور جو موجودہ انتظامیہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس کو چلا سکیں اور اس کی بہتری کے لئے کوئی تجاویز دے سکیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! اس summary کا کیا ہوا جو Ex. Parliamentarians کے لئے بنا ہوا تھا۔

(آگے ٹی 11 پر جاری ہے)

T11-19Jan2012 Rauf/ Saifi ED/ 6-30/UR10

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Summery is with the Prime Minister and I will take up this issue with the Prime Minister.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: یہاں پر میڈیکل کا تو نوٹیفیکشن ہو چکا ہے جو میں نے خود دیکھا ہے، باقی دو اور جوان کے مسئلے ہیں ------

جناب چیئرمین: ایسے کرتے ہیں کہ Monday کو آپ ہاؤس کو complete report دے دیں this regard نے ٹھیک ہے۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میری ایک request ہے کہ کرنل مشہدی صاحب کی صدارت میں ایک رپورٹ رولز اینڈ پروسیجر کی ہے آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں---

جناب چیئرمین: آپ کو پھر پتا ہی نہیں ہے۔ آپ زاہد صاحب سے پوچھ لیجئے۔ وہ میں نے complete کر دیا ہے۔ we are working hard on it. تمام gone through it اور وہ final typing میں آ گئی ہے اور انشاء اللہ پوری امید ہے کہ اسی Session میں مکمل ہو جائے گی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وہ تو ہم کمیٹی میں request کرتے تھے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سومرو صاحب۔ اصل میں آپ آ نہیں رہے تھے اس لئے آپ کو علم نہیں ہے۔ اس پر بڑی محنت ہوئی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order بجلی اور گیس کے بحران سے متعلق ہے۔ پہلے تو بجلی کی لوڈشیڈنگ ہوتی تھی، اب گیس کی بھی ہو رہی ہے اور سندھ میں بہت بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے۔ متبادل ذرائع کے حوالے سے Wind energy کے حوالے سے اور مختلف ان کے منصوبے بن رہے تھے، تھر کول کا ایک بہت بڑا project تھا پتا نہیں ہے وہ کس حال میں ہے اور گورنمنٹ کیا کر رہی ہے۔ اس حوالے سے بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے لیکن خاص طور پر وہاں پر جو عملہ تھر کول میں بھرتی کیا گیا ہے اس میں ہمارے صوبہ سندھ کے لوگ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ٹیکنیکل سٹاف پہلے لیا گیا ہے جو قریبی ہمارا سب سے بڑا

ادارہ ہے، مہران انجنیئرنگ یونیورسٹی جامشورہ سے، پورا ٹیکنیکل سٹاف وہاں سے لیا گیا تھا۔ ابتدائی طور پر سارا کام انہوں نے کیا لیکن اب کچھ عرصے سے ان کو واپس کر دیا گیا ہے اور فیصل آباد کے کسی کالج سے وہ پورا ٹیکنیکل سٹاف لگایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی کی بات ہے اس لیے اس چیز کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گدو میں ہمارا جو پاور بنتا ہے وہاں پر جو بہت پرانے پاور بنانے کا جو پلانٹ ہے اس میں کوئی خرابی ہے اور اس وجہ سے وہ بند پڑے ہوئے ہیں اور اس طرح ہمارا لاکھڑا پاور ہاؤس جو جامشورہ میں ہے اس کے بھی بہت سارے پلانٹ بند پڑے ہوئے ہیں۔ نئے پلانٹ جو بنائے جا رہے ہیں وہ بڑی اچھی بات ہے لیکن جو پرانے ہیں، ماہرین کہتے ہیں کہ ان پر اتنا زیادہ خرچہ نہیں ہوگا اور اگر ان کی مرمت کرا دی جائے اور ان کو چالو کرا دیا جائے تو کم خرچے میں ہم بہت ساری بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان چیزوں کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کسی کو کوئی ہدایت دیں تاکہ تھر کول کے حوالے سے خاص طور پر ملازمین اور سٹاف جو ہیں اس میں صوبہ سندھ کو priority ملے اور گدو میں اور لاکھڑا میں جو پلانٹ بند پڑے ہوئے ہیں ان کو چالو کیا جائے تو بہت آسان ہوگا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ، ملک صاحب آپ respond کرنا چاہیں گے یا زاہد صاحب Call attention دے رہے ہیں۔

سینیٹر رحمن اے ملک: جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو دو points پر۔۔۔

سینیٹر میری ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین! ملک صاحب ہیں تو میں دو۔۔۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب ادھر ہیں۔ اچھا ایک منٹ، آپ بیٹھیے، بھائی آپ بیٹھیے تو سہی میں ان سے ایک سوال کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیئے۔ ملک صاحب نہیں جائیں گے۔ آپ بیٹھیں۔ ملک صاحب، زاہد صاحب نے جو point of order اٹھایا ہے۔ Would you like to respond today or call attention. دیں تو respond کریں گے۔

سینیٹر رحمن اے ملک: جناب انہوں نے جو بات کی ہے۔ اس میں دو issues ہیں۔ ایک issue جو میری absence میں discuss ہوا، اسلام آباد کے شہریوں کو کچھ پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ظاہر ہے یہاں پر آج کے جو حالات تھے پرائم منسٹر صاحب سپریم کورٹ میں آ رہے تھے تو رات کو دو بجے مجھے information ملی کہ کچھ لوگ مختلف سمت سے آئیں گے اور وہ کچھ شرارت کریں گے اور میری trust me 100% authentic information تھی کہ کچھ لوگ کالے کوٹ کا بھی استعمال کریں گے۔ اس bases پر دو جگہوں کو ہمیں clip in کرنا پڑا ایک میریٹ کے سامنے اور ایک جو نادرا کی طرف سے سڑک آتی ہے۔ صرف دو شاہراہوں پر ہم نے

سختی کی تھی باقی ہم نے کسی جگہ نہیں کی اور اگر ان دو سڑکوں کو بلاک ہونے کی وجہ سے سیکٹر F-6 میں اور G-6 میں اگر کوئی inconvenience ہوئی ہے تو میں اس کی معذرت چاہوں گا۔ آج میڈیا پر بھی یہ سوال ہوا ہے ۔ Next time خدا نہ کرے کوئی ایسی situation ہو تو ہم اس کا کوئی alternate route رکھیں گے لیکن ایک بات جو ہم چاہتے تھے اور آج ہوئی کہ کسی قسم کی ہلڑ بازی نہیں ہوئی اور جن لوگوں نے آ کر کورٹ کے بیچ میں نعرے لگائے ۔ وہ بھی بہت جلد sub side ہو گئی میرے لیے نئی چیز تھی ججز کی protection کالونی سے لے کر سپریم کورٹ تک اور internal and external security میری ذمہ داری تھی اس لیے میں نے IG کو، چیف کمشنر کو بھی اور my self was present there اور اسی وجہ سے ہم نے جو اقدام اٹھائے اس کی وجہ سے حالات ٹھیک رہے اور کوئی واقعہ نہیں آیا ۔ خدانخواستہ اگر کوئی واقعہ ہو جاتا تو پھر اسی جگہ ماحول کچھ اور ہوتا اور میں کسی دوسرے طریقے سے اپنی پوزیشن explain کر رہا ہوتا ۔ میں اپنی پولیس، اپنی رینیجرز کو اور جتنی بھی ایڈمنسٹریشن ہے ان سب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ آج کا جو event تھا۔ جس میں لوگوں کو بہت سے وسوسے تھے، بہت سی قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں ،کوئی حکومت جانے کی قیاس آرائی کر رہا تھا کوئی جھگڑے کی بات کر رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا کہ insult کریں گے کیونکہ پہلے ایک واقعہ سپریم کورٹ میں پیش آ چکا تھا تو لوگوں کو apprehensions تھیں ۔ ایڈمنسٹریشن نے بھی پرانی جو غلطی کی ہوئی تھی میں نے اس سے سبق سیکھا ہوا تھا تو میں نے ہر وہ action لیا جس سے میں بہتر ماحول پیدا کر سکتا تھا۔

دوسرا سوال یہ تھا جو بھی فاضل ممبر نے کیا ہے---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد صاحب وہ discuss ہو چکا ہے۔

سینیٹر رحمن اے ملک: باقی میں نے ہیلی کاپٹر اس لیے رکھا کہ جو خبر تھی کہ کچھ لوگ مختلف سمتوں سے گلیوں سے آ سکتے ہیں تو اس ہیلی کاپٹر میں جو کیمرے فٹ ہیں اور اس کا بڑا close up view لے سکتے ہیں تو میں نے تھوڑی دیر کے لیے ان کو ضرور اڑایا تھا۔to know the exact situation اور اس میں میرا خیال ہے کہ اگر کچھ دیر کے لیے اڑ گئے ہیں تو مجھے معافی دیں گے کیونکہ it was totally done for the proper administration and of course for the betterment of law and order and to avoid any untoward incident

تو میرا خیال ہے کہ اس پر مجھے appreciate کریں.after I have given the explanation

تیسرا جناب، انہوں نے پمز ہسپتال کا سوال کیا تھا۔As far as وہاں کی حالت زار ہے، میں اس پر کچھ comments نہیں کرنا چاہتا لیکن جو واقعہ ہوا کہ ایک accused کو VIP بنایا گیا تھا، میں نے اس کی magisterial inquiry کرائی ہے۔ ایک accused جس کی bail ہو چکی تھی لیکن کچھ ڈاکٹروں کی connivance سے اس کو عام وارڈ سے ہسپتال میں VIP لاؤنج میں رکھا گیا تھا تو اس کے لیے میرے پاس جو انکوائری آئی ہے اس میں کچھ ڈاکٹرز involve ہیں اور I have already ordered a criminal action meaning there by they are investigating and a criminal case will be instituted against those جنہوں نے پیسے لے کر اس کو وہاں رکھا تو ہم نے اسلام آباد ہسپتال کی ایڈمنسٹریشن کو بتا دیا ہے کہ اگر کوئی accused آتا ہے۔ no doubt the said accused if somebody is in the jail. He or she is custody the jail تو وہ بھی ساری انکوائری ہے اس کا پہلو بھی ہم دیکھ رہے ہیں لیکن یہ categorically instructions ہم نے دی ہیں اور ان کو بتایا ہے کہ جب بھی کوئی accused آتا ہے تو ہسپتال والے پولیس کے ساتھ liaison کرکے اس کی جگہ کا تعین کریں نہ کہ اپنا دوست سمجھ کر کسی VIP room میں یا کسی سویٹ میں ڈال دیں۔ اس کے لیے ہم آئندہ سختی سے action لیں گے باقی سوال کا جو پورشن ہے۔ It relates to the Ministry of Health

جناب چیئرمین: جی بادینی صاحب۔

سینیٹر میری ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میرا ایک معمولی سا سوال منسٹر صاحب سے ہے کہ لاجز سے جب ہم نکلتے ہیں، Right کی طرف آتے ہیں تو وہاں ایک دو چین لگے ہوئے ہیں چیک کرتے ہیں، اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ lift کی طرف بالکل بند کیا ہوا ہے۔ پولیس والے بھی ہیں یہاں تک کہ ہمارے ڈرائیور بھی وہاں سے نہیں آسکتے ہیں۔ ڈرائیور ٹیکسیوں پر نہیں آسکتے ہیں۔ مجبور ہیں، پیدل آتے ہیں تو اگر اس side کو کھولا جائے اور وہاں پر بھی بیریئر لگا دیا جائے ادھر دو جگہ لگائے ہیں ایک ادھر لگائیں۔

نمبر ۲۔ یہاں Parking بند ہے ادھر اس کونے پر جائیں لیکن ادھر سے اس سرے تک گاڑیاں کھڑی ہیں تو سمجھ نہیں آتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے یا اس کو کوئی دیکھتا نہیں ہے یا پوچھتا نہیں ہے یہاں parking سامنے ہیں۔ کسی ڈرائیور کے پاس pass ہے

کم از کم آسانی سے آتا جاتا ہے لیکن اس کا تو ٹھیک ہے ابھی ادھر لائن لگی ہوئی ہے ادھر آنے جانے کے لیے راستہ نہیں ہے تو مہربانی کر کے ملک صاحب ذرا اس کو چیک کریں۔ اس side سے کھولیں۔

آگے۔۔یو۔۔۱۲۔۔۔

T12-19JAN2012 FAHEEM/ ED Mohsin Zaidi 6:40 P.M. ER12

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: ۔۔۔۔ جاری ہے ۔۔۔۔۔ ملک صاحب ذرا lodges کو check کریں، اس side سے کھولیں، پولیس وہاں پر بیٹھی ہوئی ہے اور جیسے سارے شہر میں checking ہو رہی ہے تو ادھر بھی ہو جائے گی تو کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بادینی صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! Lodges کی سیکیورٹی کا مسئلہ بہت دفعہ discuss ہوا۔ سپیکر صاحبہ نے بھی اس کو دیکھا، آپ کے نوٹس میں بھی ہم لائے۔ وہاں پر کچھ ایسے unauthorized لوگ آجاتے تھے، وہاں گھس جاتے تھے۔ وہاں پر انہوں نے corridors میں temporary partition کر کے رہنا شروع کر دیا۔ یہ ایک عام thoroughfare تھا۔ میں نے خود Parlilament Lodges کی visit کی اور ایم این اے چوہدری نسیم صاحبہ کو اس کا head بنایا اور جو recommendations انہوں نے دیں، اس میں پارکنگ کے متعلق، گیٹ کے بند کرنے کے متعلق اور خاص طور پر lodges کے different blocks تھے، ہر بلاک کے دو دو، تین تین راستے تھے، اس کے لیے فیصلہ یہ ہوا کہ بہت سے راستے بند کر کے ایک پیچھے سے اور ایک سامنے سے راستہ کر دیں تاکہ جو بندہ آ اور جا رہا ہے اس کو lock کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ وہاں پر جو کیمرے اور مشینیں out dated ہو چکی تھیں وہ بھی میں نے سب کی سب replace کروائیں۔ پولیس کی نفری کم تھی اس کو بھی بڑھایا گیا it is not the question کہ ایک طرف پولیس رکھی جائے اور دوسری طرف نہ ہو۔ بنیادی طور پر کل مجھے request آئی ہے کہ back side cover نہیں ہے وہاں بھی پولیس لگا دیں۔ میں آپ کو یہ عرض کر دوں کہ جو Federal Lodge تھی، for sometime terrorist کی نظر میں تھی اور ایک پلمبر بھی پکڑا تھا he was actually a planted man from TTP میں نے یہاں پر ایک دفعہ explain بھی کیا تھا۔ ہمیں آپ کی سیکیورٹی بہت مقدم ہے لیکن جو فاضل ممبر نے کہا میں ان سے پوچھ لوں گا اگر ان کے پاس اس کو improve کرنے کے لیے کوئی بہتر تجویز ہے تو I will direct the IG کہ وہ اس کو improve کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: اس میں آنے جانے کی بہت تکلیف ہے اگر ہم وہاں سے آتے ہیں تو میریٹ سے گھوم کر آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہمارا ساؤتھ وزیرستان دوحصوں میں تقسیم ہے حلقہ نمبر 42 and 41۔ حلقہ 41 میں آپریشن دو ڈھائی سال سے جاری ہے اور حلقہ 42 میں جو علاقے clear ہو چکے ہیں IDPs وہاں سے واپس ہو چکے ہیں۔ وہاں کی development NGOs والے کر رہے ہیں ان کو اجازت ہے، ٹھیکیدار بھی وہاں پر محسود قوم والے ہیں لیکن جو ہمارے Parliamentarians کے funds ہیں یا ADP والے funds ہیں ان کو تاحال اجازت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس میں امتیازی سلوک کیوں کیا جا رہا ہے۔ فرق نہیں ہے کہ جب NGOs والوں کا ترقیاتی کام ہو رہا ہے، وہی محسود قوم ٹھیکیدار بھی ہے اور جو ہمارے Parliamentarians کے funds ہیں وہ اسی طرح ممنوع ہیں، نہ وہاں پر ٹھیکیدار کو جانے دیتے ہیں، نہ کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری بارہا ECS فاٹا سے بھی ملاقات ہوئی ہے، گورنر صاحب سے بھی اس سلسلے میں بات چیت ہوئی لیکن تاحال ہمیں مثبت جواب نہیں آیا۔ آپ کی وساطت سے میں اس مسئلے کو یہاں پر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے فنڈز وہاں پر ویسے ہی پڑے ہیں۔ IDPs جو وہاں پر واپس ہو چکے ہیں ان کی دلجوئی کے لیے، آئندہ کے لیے بھی تاکہ لوگ رفتہ رفتہ آسکیں، جو علاقے clear ہو جاتے ہیں ان میں development کے کاموں کی اجازت دی جائے، جو رکاوٹیں ہیں وہ ہمیں بتا دی جائیں کہ کیا رکاوٹ ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب والا! گزارش ہے کہ مسائل کو سیاق و سباق میں دیکھا جائے۔ میرے محترم وزیر صاحب چیزوں کو اتنے خطرناک انداز میں پیش کرتے ہیں کہ ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ واقعی یہ left hand کا جو cross تھا یہ تو پچھلے پانچ چھ سال سے جب terrorism peak پر تھا تب بھی وہاں سے راستہ تھا۔ ہم کہتے ہیں اس کو ہٹاؤ، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے lodges کے اندر یہ لگایا ہے، وہ کیا ہوا ہے۔ وہ اپنی جگہ آپ نے کیا، بہت اچھا کیا ہم اس کو appreciate کرتے ہیں لیکن ایک مسئلہ ہے۔ نمبر ۲ یہ ہے

کہ لگ یہ رہا تھا کہ پہلی history repeat نہ ہو۔ پہلی history کہاں پر repeat ہوئی، وہ تو سپریم کورٹ میں ہوا تھا۔ یہاں پر دو تین راستے ہیں جہاں نادرا اور میریٹ کو بند کرنے کا تعلق ہے تو وہاں تو پہلے ہی دو تین راستے ہیں۔ جناب والا! آج جتنی گالیاں ہمیں پڑی ہیں، آپ ہمیں 45 ہزار روپے دیتے ہیں اور آڈٹ رپورٹ میں آیا ہے کہ ہر سینیٹر ایک لاکھ دس ہزار روپیہ لیتا ہے یا تو آپ ہمارے بقایاجات دیں یا ہمیں اس رسوائی سے بچائیں۔ جناب والا! میں وزیر صاحب سے گزارش کرتا ہوں، ٹھیک ہے آپ problem میں ہیں۔ جیسے کراچی کی گلیاں ہیں، آپ دس ہیلی کاپٹر چلائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو لوگوں کو تکلیف ہوئی ہے اور جو آج ہم نے گالیاں کھائیں، اس کی کوئی justification نہیں تھی۔ ٹھیک ہے سیکیورٹی آپ کی ذمہ داری تھی، سیکیورٹی آپ دے سکتے تھے، آپ کر بھی سکتے تھے لیکن سپریم کورٹ کو save کرنا تھا۔ وسیم صاحب ایک گھنٹہ کھڑے ہونے کے بعد واپس چلے گئے تھے۔ Am I right کہ آپ کو کوئی راستہ نہیں ملا اور آپ وہاں سے واپس چلے گئے۔ آپ justification دیں اتنا نہ دیں کہ ہم خوف میں رہیں اور ڈریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں وزیر صاحب کی توجہ صرف ایک طرف دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے lodges کی بات کی۔ جناب والا! lodges میں کوئی ڈیڑھ، دو مہینے پہلے ہر بلاک کے main gate یا main door پر detector gates لگے اور scanner gates لگے۔ تقریباً وہ ایک ہفتہ چلے اور اس کے ساتھ پولیس والے بھی تھے۔ اب صورت حال یہ ہے those gates which must have been bought at an exorbitant cost, they have been disconnected and they have been put away in one corner. I am not bothered that detectors نہیں لگے ہوئے، وہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جب آئی ہے، آئی ہے، وہ میرا issue نہیں ہے۔ میرا issue صرف اتنا ہے کہ اتنا پیسہ جب لگا ہے، اب وہ they are just lying there, بارش ہو رہی ہے، موسم ایسا ہے they will just rust away and that money will go waste and in actual fact وہ صرف ایک ہفتہ چلے ہیں، ایک ہفتے سے زیادہ نہیں چلے۔ وزیر صاحب اس پر تھوڑی سی توجہ کریں۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! جس طرح ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے، ملک صاحب نے تو بڑی آسانی سے کہا مجھے بھی appreciate کرو، رینجر کو بھی کرو، پولیس کو بھی کرو، عجیب سی بات ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ملک صاحب یہ بات کر رہے ہیں وہ جا کر عوام سے پوچھ لیتے، انہوں نے سعودی پاک ٹاور سے سڑک کو بلاک کیا ہوا تھا، آبپارہ سے سڑک بلاک تھی، میں میریٹ سے پیدل آیا ہوں۔ اگر ایسا کرنا تھا تو کل ہمیں بتا دیتے کہ اگر کسی کی کوئی میٹنگ ہے یا کوئی اور چیز ہے تو کل صبح نہیں آئیں۔ آپ نے تو اس شہر میں ایسے خوف و ہراس پھیلایا تھا کہ لوگ تو ڈر رہے تھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ ملک صاحب آپ کو appreciate کریں، ہاں آپ کو appreciate کرتے ہیں، پولیس کو بھی کرتے ہیں اور رینجر کو بھی کہ آپ نے آج اسلام آباد کے باسیوں کو یرغمال بنا یا تھا۔ جس کے ساتھ آپ نے ظلم کیا، جس طرح ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو نہیں پتا کیونکہ آپ تو آرام سے آگئے اور چلے گئے۔ میں آپ کو وہاں لے کر جاتا اور پوچھتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ آسانی سے بات کر رہے ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ جب آپ نے آرڈر دیا تھا، جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ٹیلی ویژن سٹیشن کے پاس آپ کی ایک چیک پوسٹ ہے اس کو بلاک کر دیتے اور ادھر سے بلاک کر دیتے آپ کی سڑک بلاک ہو جاتی۔ آپ کہتے ہیں کہ کالے کوٹوں میں لوگ آرہے تھے، کالے کوٹ کو تو دیکھا جا سکتا تھا کہ یہ کون ہے۔ آپ نے تو عام شہریوں کو، جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ لوگ گالیاں دے رہے تھے۔ تمام سیاست دانوں کو دے رہے تھے کسی کو معاف نہیں کر رہے تھے۔ جناب والا! آپ ایسا ظلم کیوں کر رہے ہو، حکومت کی بدنامی کیوں کر رہے ہو؟ کیوں لوگوں کو جمہوریت سے متنفر کر رہے ہو؟ کیوں پارلیمنٹ سے لوگوں کو متنفر کرواتے ہو؟ خدارا! اس قوم پر رحم کریں۔ آپ ظلم کر رہے ہیں اور کہتے ہیں appreciate کریں یہ افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ زاہد صاحب۔ افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کی توجہ کراچی الیکٹرک سپلائی -- جاری ہے---(Followed by T13)

T13-19JAN2012 UR Azhar/ER Zafar/Ed. ur1 650

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اس House کی توجہ Karachi Electric Supply Corporation کے معاملات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس پر پہلے ہی روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ یہ Corporation کراچی کے

شہریوں کو بجلی کی ترسیل میں ناکام رہی ہے۔ اس کی ناکامی اپنی جگہ لیکن اس کی ایک اور مستقل خصوصیت یہ ہے کہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اپنے کارکنوں کو نوکریوں سے نکال رہی ہے۔ کل ہی انہوں نے پانچ سو کے قریب Corporation میں کام کرنے والے security کے لوگوں کو بغیر کسی نوٹس کے lay off کر دیا ہے۔ اس کے خلاف یونین نے ہڑتالیں بھی کی ہیں۔ بہت احتجاج کر رہے ہیں۔ مظاہرے کر رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس Corporation کو حکم دے کہ جن لوگوں کو انہوں نے نوکری سے نکالا ہے انہیں بحال کرے۔ اس مہنگائی کے دور میں لوگوں کو بیروزگار کرنا، ان کا معاشی قتل عام ہے۔ اس کی ہم مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مداخلت کرے اور میں اس کے خلاف walk out کرنا چاہتا ہوں۔ جو ساتھی اس میں میرا ساتھ دینا چاہتے ہیں، ان سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ بھی علامتی walk out کریں۔

جناب چیئرمین: Walk out نہ کریں۔ میری رولنگ سن لیں۔ Walk out کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کی بجائے میری ruling سن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بلور صاحب! بیٹھیے۔ May I request all of you to sit down. بخاری صاحب! KESC employees کا جو مسئلہ اٹھا ہے، کل Water and Power کے منسٹر صاحب کو بلا لیں to make some statement in this regard. کل صبح اجلاس ہوگا۔ ان سے کہیں کہ صبح آجائیں تاکہ ممبران کے بے اندازہ تحفظات کو دور کریں اور بتائیں کہ اس مسئلے کا کیا حل ہے۔ شکریہ۔ جی مسز ثریا۔

(چند معزز اراکین walk out کر گئے)

سینیٹر ثریا امیر الدین: شکریہ جناب چیئرمین! میں رحمٰن ملک صاحب کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں، اگر وہ توجہ دیں۔ اتنی security کے باوجود ہمارے ایک MNA کے گھر میں کوئی آدمی رہتا تھا، اس نے یہ کیا کہ ہمارے F block میں جتنی گاڑیاں لائن میں کھڑی تھیں، ان سب پر لائنیں ڈال دی ہیں۔ آٹھ نو گاڑیاں خراب ہوئیں۔ پولیس بھی آئی۔ دیکھا بھی لیکن کوئی action نہیں لیا گیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پیرزادہ صاحب! آپ آخری ہیں۔ آپ کا بھی point of order ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ چیئرمین صاحب! آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ تمام سینیٹر حضرات ارب پتی، کھرب پتی نہیں ہیں اور نہ تمام MNAs ارب پتی، کھرب پتی ہیں۔ کچھ ہوں گے۔ [XXXXX][3] اور Parliament Lodges سے نکلنے کے بعد باہر جانے والا راستہ بند کیا ہوا ہے۔ اب غریب Senator یا غریب MNA جب وہاں سے نکلتا ہے تو اسے تین کلومیٹر کا سفر کر کے باہر جانا پڑتا ہے۔ کم از کم اتنا تو آپ رحم فرمائیں، مہربانی فرمائیں۔ کسی کو سبزی، دودھ لینے کے لیے جب بھیجتے ہیں تو وہ بھی تین چار کلومیٹر پیدل چل کر آتا ہے۔ MNA یا Senator کو بھی ادھر سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ [XXXXX] نہ ادھر مسجد کی طرف سے جانے دیتے ہیں۔ نہ ادھر سے جانے دیتے ہیں تو کیا یہ دو تین مہینے ہمارے ساتھ foot ball کی طرح ہماری government کھیلے گی۔ کم از کم اتنا راستہ دے دیں کہ ادھر سے اگر کوئی سینیٹر اپنا کارڈ دکھا کر [XXXXX] نکلتا ہے تو وہ تین میل کا سفر نہ کرے۔ [XXXXX] اس کا کیا علاج ہے؟ ہم کہاں جائیں۔ آپ ہمیں بتائیں۔ کیا آپ نے باقی کے دو تین مہینے ہمیں ذلیل کرنا ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پیرزادہ صاحب! آپ کا موقف آ گیا ہے۔ شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: میں روز تین تین میل پیدل چلتا ہوں۔ آپ کو یہ اچھا لگتا ہے؟ انہیں کہیں کہ جو [XXXXX] MNA, senator اپنا کارڈ دکھا دے، اس کو تو یہاں سے گزرنے دیں۔

جناب چیئرمین: لفظ [XXXXX] کو حذف کر دیا جائے۔ جی منسٹر صاحب! آپ جواب دے دیجیے۔ یہ تمام سینیٹرز صاحبان کے تحفظات ہیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! بات یہ ہے کہ یہ Senate کا issue ہے، [XXXXX] اور اس کی رپورٹ میں دے دوں گا۔ ابھی رضا ربانی صاحب نے scanners کی بات کی ہے۔ یہ پہلی دفعہ میرے نوٹس میں آیا ہے۔ I will take action, I will enquire into it کہ وہ کیوں disconnect ہوئے۔ مجھے افسوس ہے کہ کچھ دوستوں کو آج security arrangements کی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ خاص طور پر زاہد بھائی کو، مجھے لگ رہا ہے، بڑی تکلیف پہنچی، میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔ ظاہر ہے Marriott سے چل کر اگر میں بھی آتا تو میری feeling بھی یہی ہوتی۔ بہر حال آج ضرور در گزر کریں کیونکہ میرے پاس جو information تھی trust me کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا اگر میں action نہ لیتا۔ ہاں! future میں اگر کوئی ایسی situation ہوئی تو اس میں، میں انشاء اللہ یہ ضرور دیکھوں گا

[3] [XXXXX] Words expunged by order of Mr. Chairman.

کہ آپ لوگوں کو تکلیف نہ ہو لیکن کل میں نے سیکرٹری داخلہ کو کہا تھا کہ سیکرٹری سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کو request pass کر دیں کہ صبح کے وقت آپ سیشن نہ کریں لیکن مجھے پتا ہے کچھ لوگوں کو Standing Committees میں جانا تھا تو ان کو جو بھی تکلیف ہوئی ہے، میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن میں یہاں عرض کروں گا کہ Force نے بہت اچھا کام کیا ہے، کسی کی تعریف کرنے میں حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ملک صاحب۔ جی مسز سیمیں صدیقی۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ رحمٰن ملک صاحب کے سر پر ویسے ہی بہت کام ہیں۔ ہر مسئلے کا حل ان کے پاس ہوتا ہے [XXXXX[4]۔ Security کی جو بات ہو رہی ہے، ہم Lodges کی security کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ ہم جب Lodges سے نکلتے ہیں تو بائیں طرف کی سڑک بند ہے۔ ہمارے ملازمین کے security pass تین مہینے کے لیے بنتے ہیں، جن ملازمین کے پاس یہ security pass ہیں، ان کو اس راستے سے آنے دیا جائے کیونکہ بہت لمبا راستہ پڑتا ہے۔ یہ راستہ سینیٹرز کے لیے بھی کھولا جائے۔ ہمیں گھوم پھر کر جانا پڑتا ہے۔ یہ Lodges کی security نہیں ہے۔ یہ اس سڑک کی بات ہے جو block کر دی گئی ہے جو Lodges سے نکلتے ہوئے بائیں طرف ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی تھی۔

جناب چیئرمین: جی مسز گلشن سعید صاحبہ۔ آپ کا point of order ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: کل آپ یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب تھے۔ میں نے دسمبر کے مہینے میں بھی کہا تھا کہ گیس اور بجلی کی وجہ سے پورے ملک میں ایک طوفان آیا ہوا ہے۔ لاہور، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ میں ساری فیکٹریاں بند ہیں۔ کل بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ آپ کم از کم گیس اور بجلی کو تو بحال کروائیں۔ میں اللہ کے نام پر آپ سے یہ درخواست کر رہی ہوں کیونکہ ویسے تو سنتے نہیں ہیں، بہت دفعہ کہہ چکی ہوں۔ آج آپ بھی تشریف فرما ہیں۔ جس طرح ابھی آپ نے کہا کہ کل فلاں کو بلا کر جن کی تنخواہیں بند ہیں، کھلوا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ نہیں کہا کہ کھلوا دیتا ہوں۔ میں نے کہا ہے کہ ان کو بلاؤ وہ explain کریں۔ I have to see my powers also مجھے حدود میں رہنا پڑتا ہے۔

[4] [XXXXX] Words expunged by orders of Mr. Chairman.

سینیٹر گلشن سعید: کیا گیس اور بجلی کا مسئلہ مستقل یہی رہے گا کہ ساری قوم بغیر بجلی اور گیس کے رہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب کو explain کرنا چاہیے۔

سینیٹر گلشن سعید: لوگ کیسے زندگی گزاریں۔ جناب! لوگ ہم سے اس بات کا جواب مانگتے ہیں۔ میں seriously بات کر رہی ہوں۔ کل ڈپٹی چیئرمین صاحب نے مجھ سے معذرت کی کہ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر میں کچھ نہیں کر سکتا تو میں نے کہا چونکہ آپ چیئرمین ہیں، وہ ڈپٹی چیئرمین ہیں تو شاید آپ کچھ کر سکیں۔ اس پر جناب! serious notice لینے کی ضرورت ہے۔ آپ کو کتنی دفعہ کہہ چکے ہیں۔ مہنگائی اپنی جگہ پر ہے، تمام دہشت گردی اپنی جگہ پر ہے، امن و امان کا مسئلہ اپنی جگہ پر ہے، کم از کم گیس اور بجلی کا مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔ لاہور میں کم از کم بیس بائیس گھنٹے بجلی جاتی ہے۔ گیس تو آتی ہی نہیں ہے۔ بالکل نہیں آتی۔ آپ اس بارے میں بات کریں۔ اوپر بات کریں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب سے پوچھتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جس طرح بھی کرنا ہے۔ لوگوں کو یہ دونوں چیزیں تو مہیا کریں۔ لوگ اس قدر بد دعائیں دیتے ہیں۔ لوگوں کے معاشی قتل کو بند کیا جائے۔ فیکٹریاں کھلوائی جائیں۔ جس طرح حکومت کرنا چاہتی ہے، کرے۔ اب تو اس مسئلے کو دو تین سال ہو گئے ہیں۔ اس کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ مجھے پتا ہے آپ کو جلدی ہے۔ ابھی آپ اجلاس ختم کر دیں گے۔ جناب! یہ بہت غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ! میں پوچھ تو رہا ہوں۔ ابھی اجلاس ختم نہیں کر رہا۔ جی بخاری صاحب۔

(آگے B14)

T14-19JAN2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---7.00PM

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش ہے کہ جو honourable Senator نے electricity load shedding and shortage of gas کے حوالے سے کہا ہے، آج دونوں Ministers House میں موجود تھے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں، دونوں موجود تھے، Minister for Water and Power کو کہا ہے کہ آپ KESC کے employees کے بارے میں دیکھ لیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: آپ نے already Minister for Water and Power کے لیے کہا ہوا ہے تو we will convey that. We will ask him to be here in the House. ان دونوں Ministers کا نہ صرف آج بلکہ پہلے بھی موقف آتا رہا کہ energy production کی یہ صورت حال ہے اور وہ ساری صورت حال واضح ہے۔ انہوں نے مختلف consumers کے لیے کچھ timings رکھے ہوئے ہیں، میں certainly سمجھتا ہوں

that we must ensure the provision of gas particularly to the domestic consumers, this is, what I feel. There should be some time table for them that the domestic consumers should not be deprived of the gas.

جناب چیئرمین: ایسا کرلیتے ہیں کہ آپ کے Minister for Water and Power is coming tomorrow to explain with record to the KESC employees, جیسے خٹک صاحب نے point raise کیا ہے۔ Monday کو Private Members Day ہے، آپ Minister for Petroleum and Gas کو Tuesday کو بلالیں تاکہ مسز گلشن سعید نے جو تحفظات express کئے ہیں تاکہ ان کے بارے بھی وہ میں جواب دیں۔ مسز گلشن سعید صاحبہ! اس وقت آپ نے پورے پاکستان کی طرف سے emotions express کئے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ہم Tuesday کو Minister صاحب کو بلائیں گے۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: میں نے راستہ کھولنے کا سوال کیا تھا لیکن رحمٰن ملک صاحب نے راستے کھولنے کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا، وہ چلے گئے، وہ کچھ تو بتائیں کہ وہ غور کریں گے یا نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: وہ چلے گئے ہیں، اب کیا کیا جائے۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: ان کو میرے سوال کا جواب دینا چاہئیے تھا، میرے سوال کا جواب تو نہیں آیا، کل Friday ہے، وہ کل آپ کے through جواب دے دیں، کچھ تو پتا ہو کہ وہ راستہ کھولیں گے یا نہیں کھولیں گے، اس کی وجہ سے سب کو پریشانی ہوتی ہے۔

دوسری بات، میرے colleagues load shedding کی بات کر رہے ہیں، یہ بالکل صحیح ہے even راولپنڈی شہر میں صرف ایک گھنٹے کے لیے gas آتی ہے، domestic consumers کی بات کر رہے ہیں، رات کو تین بجے gas آتی ہے اور چار بجے چلی جاتی ہے۔ وہ جب کل آئیں گے تو ان سے پوچھیں۔

Mr. Chairman: Insha Allah, on Tuesday he will be here. Now, the House stands adjourned to meet again on Friday the 20th January, 2012 at 10.00 am.

(The House was then adjourned to meet again on Friday the 20th January, 2012 at 10.00am)